آلِ اولاد تیری دا منگتا ☆ میں کنگال زیانی
پائو خیر محمد تائیں ☆ صدقہ شاہِ جیلانی

نذرانۂ عقیدت

بحضور اھلبیت علیہم السلام

از: رومی کشمیر عارف کامل میاں محمد بخش قادری رح

جمع و ترتیب: مفتی محقق زماں محمد چمن زمان نجم القادری

مہتمم جامعۃ العین للعلوم الاسلامیہ سکھر

آل اولاد تیری دا منگتا، میں کنگال زیانی
پاؤ خیر محمّد تائیں ، صدقہ شاہ جیلانی

نذرانۂ عقیدت

بحضور اہلِ بیت

عَلَیْہِمُ السَّلَام

نتیجۂ فکر:

رومیِ کشمیر عارفِ کامل

میاں محمد بخش قادری

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

جمع وترتیب:

مفتی محمد چمن زمان نجم القادری

جامعۃ العین ۔ سکھر

حضرت میاں محمد بخش عارفِ کھڑی شریف متوفی 1324ھ /1907ء صحیح العقیدہ صوفی بزرگ ہیں۔ اور صوفیا کی خاندانِ نبوت سے محبت وعقیدت کسی سے ڈھکی چھپی چیز نہیں۔
چند دن پہلے نظروں سے ایک تحریر گزری جس سے محسوس ہوا کہ نواصب حضرت میاں محمد بخش رحمہ اللہ تعالی کی عظیم ہستی کو اپنے ساتھ جوڑنے کے لیے کوشاں ہیں۔
نواصب کی اس دیدہ دلیری پر جہاں افسوس ہوا وہاں حیرت بھی ہوئی۔ کیونکہ جس ہستی کے کلام میں یہ شعر موجود ہو اور زبانِ زدِ عام ہو:

آل اولاد تیری دا منگتا، میں کنگال زیانی

پاؤ خیر محمّد تائیں ،صدقہ شاہ جیلانی

ایسی ہستی پر نواصب کی طبع آزمائی کو ان کی حماقت قرار دیا جائے یا ان کی سینہ زوری؟
عارفِ کھڑی شریف کی نظر میں آلِ رسول ﷺ کی شان وعظمت کیا تھی؟
اس سلسلے میں یہاں بطورِ اشارہ حضرت میاں صاحب کے صرف دو شعر پیش کرنا چاہوں گا، جن سے کوئی بھی منصف مزاج بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالی سچے پکے مولائی، اور بالفاظِ میاں صاحب "منگتائے آلِ رسول ﷺ" تھے۔
حضرت شاہ مقیم حجروی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی مدح کرتے ہوئے فرمایا:

آل نبی اولاد علی دِی، واہ سیّد گیلانی

دستگیر جِنہاں دا دادا، کون تِنہاں دا ثانی

(سیف الملوک شعر206، حضرت شاہ مقیم حجروی دِی مدح شعر07، ج1 ص34)

یعنی:

حضرت شاہ مقیم حجروی رحمہ اللہ تعالیٰ نبیِ رحمت ﷺ کی آلِ پاک، مولا علی کی اولادِ امجاد سے ہیں۔ گیلانی سید کی کیا شان و عظمت ہے۔ آپ کے دادا حضور سیدنا غوثِ اعظم، آپ کا ثانی کون ہو سکتا ہے؟

ہر عقل مند بخوبی جانتا ہے کہ اپنے پیرانِ عظام اور مشائخِ کرام کی مدحت کے لیے لوگ ایسی امتیازی صفات کا انتخاب کرتے ہیں جو ان بزرگوں کو ہر عام و خاص سے بلند اور یگانہ دکھائیں ایسی حالت میں اگر عارفِ کھڑی میاں محمد بخش رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت شاہ مقیم حجروی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مدحت میں "آلِ نبی، اولادِ علی، واہ سید گیلانی" جیسی صفات کا انتخاب کرتے ہیں تو یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ:

عارفِ کھڑی شریف کی نظر میں "آلِ نبی، اولادِ علی" وہ مقدس عنوانات ہیں کہ ساری امت بھی مل جائے تو ان عنوانات کا مقابلہ کرنے سے یکسر قاصر ہے۔ اور یہی وہ وجہ ہے کہ حضرت میاں صاحب نے حضرت شاہ مقیم حجروی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مدحت کے دوران ان صفات کے ذکر کا خصوصی اہتمام کیا۔

اور ف ق ط ح ض رت ش اہ م ق ی م ح ر ک وی ہ ی ن ہ ی ں۔۔۔ ج ب پ ی رانِ پ ی ر ر القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و شان بیان کرنے بیٹھے تو وہاں بھی اس صفت کو بالخصوص ذکر کیا۔ فرماتے ہیں:

آل نبی اولاد علی دِی ،سِیرت شکل اِیہناں دِی

نام لیاں لکھ پاپ نہ رہندے ، میل اندر دِی جاندِی

(سیف الملوک شعر161، حضرت غوث الاعظم دی مدح شعر05، ج1 ص30)

یعنی:

حضور سیدنا غوثِ اعظم آلِ نبی سے ہیں، اولادِ مولا علی سے ہیں، انہی کی سیرت و شکل کا پرتو ہیں۔ لاکھ گناہ ہوں لیکن آپ کا نام لیتے ہی وہ گناہ مٹ جاتے ہیں اور اندر کی میل چلی جاتی ہے۔

حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ معمولی شخص نہیں۔ مقامِ غوثیتِ کبری پہ فائز ہیں۔ لیکن جب میاں صاحب رحمہ اللہ تعالی ان کی مدحت کرتے ہیں تو حضور سیدنا غوثِ اعظم کی امتیازی صفات میں "آلِ نبی، اولادِ علی" ہونا بتا کر سمجھانا چاہتے ہیں کہ:

کوئی بڑے سے بڑا بلکہ سب سے بڑا بھی بن جائے، پھر بھی "آلِ نبی، اولادِ علی" ہونا وہ امتیازی شان ہے جو بڑوں سے بھی بڑا بنا دیتی ہے۔

اگر ایسی فکر کی حامل ہستی کو نواصب اپنے کھاتے میں ڈالنا چاہیں تو کیا یہ سراسر زیادتی نہیں؟ یہ تو ایسا ہی ہے کہ کل سے ناصبی دودھ کو سیاہ اور شہد کے کڑوا ہونے کا دعوی کر ڈالیں۔۔۔!!!

نواصب کی مت ماری گئی ہے۔ اور مت نہ ماری گئی ہوتی تو یہ تو دیکھتے کہ:

چھوڑا کس کو اور پکڑا کس کو۔۔۔؟؟؟

بہر حال ایسے حالات میں ضروری سمجھا کہ حضرت میاں محمد بخش رحمہ اللہ تعالی کے مشہورِ زمانہ کلام سیف الملوک سے آپ کے چند اشعار ہدیہ قارئین کیے جائیں تا کہ:

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ تعالی کی خاندانِ مصطفی اور بالخصوص مولائے کائنات سے والہانہ محبت وعقیدت کا اندازہ بھی لگایا جا سکے۔

اور اس بہانے اپنی چند گھڑیاں بھی اس عظمت والے خاندان کے ذکر میں گزر جائیں۔ کیونکہ

؎کام ہے ان کے ذکر سے، خیر وہ یوں ہوا کہ یوں

چونکہ یہ چند صفحات انتہائی عجلت میں لکھے گئے اور ان کی تحریر کے وقت حضرت میاں صاحب کی کتاب سیف الملوک کے علاوہ کوئی دوسری کتاب پاس موجود بھی نہ تھی۔ لہذا موضوع کے تمام پہلوؤں کے احاطہ کا دعوی ہر گز نہیں۔ لیکن یوں کہا جا سکتا ہے کہ:

ایک طرز کی داغ بیل ڈالی جا رہی ہے۔ اللہ کریم نے مزید توفیق بخشی تو کسی وقت حضرت میاں صاحب کی دیگر تصانیف کو سامنے رکھتے ہوئے اس عنوان کو مزید بسط و تفصیل کے ساتھ پیش کیا جائے گا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ جل وعلا غلامانِ آلِ رسول ﷺ میں سے کسی اور کو یہ توفیق بخشے جو بندہ سے بہتر اسلوب میں اس موضوع کے ساتھ وفاداری کر سکے۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ اللّٰهُمَّ أَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَأَلْهِمْنَا اتِّبَاعَهُ، وَأَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا، وَأَلْهِمْنَا اجْتِنَابَهُ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ

بندہ از بندگانِ مولائے کائنات

محمد چمن زمان نجم القادری

رئیس جامعۃ العین۔ سکھر

13 ربیع الثانی 1444ھ

09 نومبر 2022ء

نذرانۂ عقیدت بحضور
مولائے کائنات مولا علی علیہ السلام

عارفِ کامل حضرت میاں محمد بخش قادری رحمہ اللہ تعالی خلفائے اربعہ میں سے ہر ایک کی عظمت کے قائل اور ان کی مدح میں رطب اللساں نظر آتے ہیں۔ اپنی مشہورِ زمانہ کتاب "سیف الملوک" کی ابتداء میں حضرت ابو بکر صدیق کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

پیر مُرید صدیق اکبر سن، پہلے یار پیارے

حق جنہاں دے ثَانِیَ اثْنَیْنِ، اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ

(سیف الملوک شعر133، معراج شریف دا ذکر شعر25، ج1 ص27)

یعنی:

امت کے پیر اور ذاتِ مصطفیٰ ﷺ کے سچے مرید حضرت سیدنا ابو بکر صدیقِ اکبر پہلے پیارے خلیفہ تھے۔ جن کی شان میں قرآنِ عظیم کی یہ آیہ مقدسہ نازل ہوئی:

ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ

جب وہ دونوں ہستیاں غار میں تھیں تو ابو بکر دو میں سے دوسرے تھے۔

(سورہ توبہ آیت40)

- میاں صاحب نے پھر حضرت عمرِ فاروق کی شان میں ایک شعر کہا:

یار دُوجا فارُوق عمرُ سی، عدل کیتا جس چھڑ کے

ایہہ شیطان رجیم رُلایا، پنجے اندر پھڑ کے

(سیف الملوک شعر134، معراج شریف دا ذکر شعر26، ج1 ص27)

یعنی:

خلیفہ ثانی حضرت سیدنا عمر فاروق تھے جنھوں نے پوری قوت سے عدل کیا اور شیطان رجیم کو پنجے میں پکڑ کر رُلا دیا۔

- پھر حضرت سیدنا عثمانِ ذوالنورین کی شان میں ایک شعر کہا:

شب بیدار غنی سی ترِیجا، جامع جو قرآنی

عثمان ذُوالنورین پیارا ، مہتر یُوسف ثانی

(سیف الملوک شعر135، معراج شریف دا ذکر شعر27، ج1 ص27)

یعنی:

تیسرے خلیفہ حضرت عثمان، شب بیدار، جامعِ قرآن تھے۔ ذوالنورین، بزرگ، حسن وجمال میں یوسفِ ثانی۔

بلاشبہ رسولِ رحمت ﷺ کے خلیفہ اول سیدنا ابو بکر صدیق ہیں۔ پھر حضرت عمرِ فاروق۔ پھر سیدنا عثمان ذوالنورین اور یہی اہلِ حق کی فکر ہے۔

حضورِ اعلی سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

وَأَنَّ خِلَافَةَ الْخُلَفَاءِ الْأَرْبَعَةِ عَلَي التَّرْتِيْبِ الَّذِيْ وَقَعَ حَقٌّ

اور خلفاءِ اربعہ کی خلافت ، ترتیب واقعی کے مطابق حق ہے۔

(فتاوی مہریہ ص3)

عارفِ کھڑی حضرت میاں محمد بخش رحمہ اللہ تعالی نے اسی ترتیبِ خلافت کے لحاظ سے سب سے پہلے سیدنا ابو بکر صدیق، پھر سیدنا عمرِ فاروق، پھر سیدنا عثمان ذوالنورین کا ذکر کیا۔

لیکن لطف والی بات یہ ہے کہ ان مقدس ہستیوں کا ذکر صرف ایک ایک شعر میں کرنے کے بعد جب مولائے کائنات کا ذکر چھیڑا تو پھر کئی شعر مولائے کائنات کی شان میں کہتے گئے۔

- فرماتے ہیں:

چوتھا یار پیارا بھائی ،خاصہ دِل دا جانی

ڈُلدُل دا اسوار علی ہے ،حیدر شیر حقانی

(سیف الملوک شعر136، معراج شریف دا ذکر شعر28، ج1 ص27)

یعنی:

چوتھے خلیفہ، پیارے بھائی، خاصِ بار گاہ، محبوبِ رسول ﷺ، راکبِ ڈُلدُل مولائے کائنات مولا علی مشکل کشا، حیدر، شیر خدا ہیں۔

پیارا بھائی:

حضرت میاں محمد بخش رحمہ اللہ تعالی نے اس لفظ کے ذریعے مولائے کائنات کی اس شانِ امتیازی کی جانب اشارہ کر دیا جو کائنات میں کسی دوسری ہستی کے حصے میں نہیں آئی۔

سرورِ عالم ﷺ اپنے صحابہ کے بیچ مواخات فرما رہے ہیں۔

یہ شخص فلاں کا بھائی ، فلاں فلاں کا بھائی ، فلاں فلاں کا بھائی۔

دیکھتے دیکھتے مواخات کا یہ سلسلہ مکمل ہو گیا۔

بچ گئے تو مولا علی بچ گئے۔

ابو بکر صدیق کو اپنا بھائی مل گیا۔۔۔عمرِ فاروق کو بھی اپنا بھائی مل گیا۔

تمام حاضرین باہمی مواخات کے تعلق میں جڑ گئے لیکن مولا علی کو کسی کا بھائی نہیں بنایا گیا۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ:
مولا علی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔بیکسوں کے آسرا اور کائنات کے سردار ﷺ سے عرض کرتے ہیں:
يَا رَسُولَ اللهِ آخَيْتَ بَيْنَ أَصْحَابِكَ وَلَمْ تُؤَاخِ بَيْنِي وَبَيْنَ أَحَدٍ
یا رسول اللہ ! آپ نے اپنے صحابہ کے بیچ مواخات قائم فرما دی، ہر دو شخصوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا لیکن مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا۔
جواب ملتا ہے:
أَنْتَ أَخِي فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ
علی! تو دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے۔
(جامع ترمذی 3720، مستدرک علی الصحیحین 4288، معجم ابن الاعرابی 1366، معجم کبیر 13908، 13909، 13910، مناقب علی لابن المغازلی 57، 59)
امام ترمذی نے فرمایا:
هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.
(جامع ترمذی 3720)
خاصه:
عارفِ کھڑی شریف میاں محمد بخش رحمہ اللہ تعالی کی زبانِ حق سے نکلا ہوا یہ لفظ جہاں اپنے اندر معانی کا سمندر سموئے ہوئے ہے وہیں مولائے کائنات کی اس امتیازی شان کی نشاندہی کر رہا ہے جو دربارِ رسالت میں کسی دوسری ہستی کو نصیب نہ ہو سکی۔
مولائے کائنات کی دربارِ رسالت میں خصوصی حیثیت کوئی ایک ہو تو اسے بیان کیا جائے۔

مولائے کائنات دربارِ رسالت کے صرف خاص نہیں بلکہ اخص الخواص شخص تھے۔

❖ آپ ہی وہ ہستی ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے دربار میں وہ حیثیت دی جو حضرت موسی کے دربار میں حضرت ہارون کو تھی:

یہ واقعہ ہے غزوۂ تبوک پہ روانگی کے وقت کا۔

رسول اللہ ﷺ نے روانگی کے وقت مولا علی مشکل کشا شیر خدا کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا تو مولا علی عرض گزار ہوئے:

يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا كُنْتُ أُحِبُّ أَنْ تَخْرُجَ مَخْرَجًا إِلَّا وَأَنَا مَعَكَ فِيهِ

یا رسول اللہ! میں چاہتا ہوں کہ آپ جہاں بھی تشریف لے جائیں تو میں آپ کے ساتھ رہوں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ مولا علی نے عرض کی:

أَتُخَلِّفُنِي فِي الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ؟

کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ تمہاری میری نسبت وہ حیثیت ہو جو موسی علیہ السلام کی نسبت ہارون علیہ السلام کی تھی، سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(صحیح البخاری 3706، 4416، صحیح مسلم 2404، جامع ترمذی 3724، 3730، سنن ابن ماجہ 115، 121، جامع معمر بن راشد 20390، مناقب

علی بن ابی طالب لابن مردویہ حدیث 130 ، 131 ، شواہد التنزیل 1/150 ، 151)

❖ **آپ ہی وہ ہستی ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "علی مجھ سے، میں علی سے"**

حضرت براء بن عازب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مولا علی سے فرمایا:

أَنْتَ مِنِّي، وَأَنَا مِنْكَ

تم مجھ سے ہو اور میں تجھ سے ہوں۔

(صحیح البخاری 2699 ، 4251 ، جامع ترمذی 3716 ، السنن الکبری للنسائی 8401، 8525)

❖ **آپ ہی وہ ہستی ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے "اپنے جیسا" قرار دیا:**

مطلب بن عبد اللہ بن حنطب کہتے ہیں کہ جب وفدِ ثقیف دربارِ رسالت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَتُسْلِمُنَّ أَوْ لَنَبْعَثَنَّ رَجُلًا مِنِّي أَوْ قَالَ: مِثْلَ نَفْسِي

یا تو تم اسلام لاؤ ورنہ ہم ایک ایسا شخص بھیجیں گے جو مجھ سے ہے ، یا فرمایا: مجھ جیسا ہے۔۔۔!!!

اللہ اکبر!

بھیجنا نہ بھیجنا الگ بات ہے اور پھر فتح یاب ہو کر واپس لوٹنا بھی بعد کا مرحلہ تھا۔

اعزاز تو یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ایک امتی کے بارے میں فرما رہے ہیں:

مِثْلَ نَفْسِي

مجھ جیسا۔۔۔!!!

اس سے بڑا کونسا اعزاز ہے اور اس سے بڑھ کر کونسا کمال ہے جس کی تمنا کوئی امتی کرے؟

حضرت سیدنا عمر فاروق فرماتے ہیں:

فَوَاللَّهِ مَا تَمَنَّيْتُ الْإِمَارَةَ إِلَّا يَوْمَئِذٍ

اللہ کی قسم! اسی روز مجھے امارت کی تمنا ہوئی۔(کیونکہ بات امارت کی نہ تھی ، بات "مِثْلَ نَفْسِي" کے اعزاز کی تھی)

میں اپنا سینہ تان کر کھڑا ہو گیا ، اس امید پر کہ رسول اللہ ﷺ میرے بارے میں فرمائیں کہ :یہ ہے وہ شخص (جو مجھ جیسا ہے)۔۔۔!!!

(لیکن) رسول اللہ ﷺ حضرت علی کی جانب متوجہ ہوئے اور ان کا دستِ مبارک پکڑ کر ارشاد فرمایا:

هُوَ هَذَا هُوَ هَذَا

وہ یہ ہے ، وہ یہ ہے۔۔۔!!!

(جامع معمر بن راشد 20389 ، فضائل الصحابۃ 1008)

ان اوصافِ مذکورہ کے علاوہ بھی دربارِ رسالت میں مولائے کائنات کے لیے ان گنت خصوصیات ہیں جو کائنات کی کسی دوسری شخصیت کے حصے میں نہیں آئیں۔انہی خصوصیات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عارف کھڑی میاں محمد بخش رحمہ اللہ تعالی نے مولائے کائنات کے لیے "خاصہ" کا عنوان استعمال کیا۔

دِل داجانی:

دو شخصیات کے بیچ سب سے مضبوط اور سب سے اعلی تعلق محبت ہے۔اگر محبت سے بہتر بھی کوئی تعلق ہوتا تو رسول اللہ ﷺ انبیائے کرام کے مقابل اپنی امتیازی شان کے لیے یہ نہ

فرماتے:

اَلَا وَاَنَا حَبِیْبُ اللّٰہِ

خبردار!

میں اللہ جل وعلا کا حبیب ہوں۔

(جامع ترمذی 3616)

دربارِ خداوندی میں یہ مقام سید الانبیاﷺ کو حاصل تھا اور سید الانبیاءﷺ کے دربار میں یہ مقام مولائے کائنات کو حاصل تھا۔

جمیع بن عمیر تیمی سے ابو الجحاف راوی، کہتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ کے پاس حاضر ہوا تو سیدہ عائشہ صدیقہ سے پوچھا گیا:

أَيُّ النَّاسِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟

رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی کو سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟

ام المؤمنین نے فرمایا:

سیدہ فاطمہ (سلام اللہ تعالی علیہا)

پوچھا گیا: مردوں میں سے سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ نے فرمایا:

زَوْجُهَا، إِنْ كَانَ مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا.

سیدہ فاطمہ کے شوہر (مولا علی مشکل کشا)، میرے علم کے مطابق بکثرت روزہ رکھنے والے، بکثرت قیام کرنے والے تھے۔

(جامع ترمذی 3874، معجم کبیر للطبرانی 1008، مستدرک علی الصحیحین 4744، تاریخِ بغداد 13/382)

امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن اور حاکم نے صحیح قرار دیا۔
مولائے کائنات کی اسی امتیازی شان کا بیان کرتے ہوئے حضرت میاں محمد بخش رحمہ اللہ تعالیٰ نے مولائے کائنات کے لیے یہ عنوان استعمال کیا **"دُلدُل دا جانی"**

دُلدُل دا اسوار:

"دُلدُل" اس سفید خچر کا نام ہے جو شاہ مُقَوقِس نے دربارِ رسالت میں بطورِ ہدیہ پیش کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ اس خچر پہ سوار ہوا کرتے تھے اور پھر یہ خچر مولائے کائنات کے دورِ خلافت میں آپ کے پاس رہی، آپ اس پہ سوار ہوتے۔ اسی دُلدُل پہ سوار ہو کر آپ نے خوارج کے خلاف جنگ فرمائی۔
(امتاع الاسماع 7/221)

مولائے کائنات مولا علی مشکل کشا کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کو "دُلدُل دا اسوار" کہنے میں:

اولا: تو آپ کے عظیم منصب کی جانب اشارہ ہے۔ کیونکہ "دلدل" کی سواری رسول اللہ ﷺ نے فرمائی اور پھر اس کی سواری مولائے کائنات کے حصے میں آئی۔
جیسے شبِ ہجرت بسترِ رسول ﷺ پہ جلوہ گری کی عظمت کا بیان الفاظ کے بس سے باہر ہے۔ یونہی دُلدُل جو مرکبِ رسول ﷺ ہے، اس پر رونمائی کی شان کا احاطہ قلم و قرطاس کی پہنچ سے بالاتر ہے۔

ثانیا: مولائے کائنات کی بے پناہ شجاعت کی جانب اشارہ بھی ہے۔ کیونکہ حالتِ جنگ میں گھوڑے پر سواری جہاں سواری کی غرض سے ہوتی ہے، وہیں شکست خوردگی کی صورت میں بھاگنے میں آسانی کا فائدہ بھی دیتی ہے۔ لیکن خچر پہ سوار ہو کر بھاگنا گویا ناممکن ہو جاتا ہے۔ پس جیسے رسول اللہ ﷺ غزوات میں خچر پر سواری کو پسند فرماتے۔۔۔ کیونکہ مقصد محض

سواری تھا، بھاگنے کا یہاں تصور بھی نہیں تھا۔ یونہی مولائے کائنات بھی اپنی جنگوں میں خچر پہ سواری کو پسند فرماتے تا کہ صرف سواری ہی کے کام آئے۔ رہی بات بھاگنے کی تو یہ رستہ شیرِ خدا کے قدموں نے کبھی نہ دیکھا۔

حیدر شیر حقانی:

حیدر وہ مبارک نام ہے جو مولائے کائنات مولا علی مشکل کشا کرم اللہ تعالی وجھہ الکریم کو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد نے دیا۔

جب غزوۂ خیبر کے دوران مرحب سے آمنا سامنا ہوا تو مولائے کائنات کی زبان پہ یہ کلمات جاری تھے:

أَنَا الَّذِي سَمَّتْنِي أُمِّي حَيْدَرَهْ

میں ہی وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا۔

(صحیح مسلم1807)

شاہِ مرداں کی زبانِ حق سے حیدر نام سنتے ہی مرحب کے حوصلے ٹوٹ گئے۔ اور اس کے بعد کی عکاسی چراغِ گولڑہ حضرت سیدنا پیر نصیر الدین شاہ صاحب گیلانی رحمہ اللہ تعالی بدیں الفاظ کرتے ہیں:

مرحب دو نیم ہے سر خیبر پڑا ہوا
اٹھنے کا اب نہیں کہ یہ مارا علی کا ہے

یقیناً سچ ہے کہ:

شاہِ مرداں شیر یزداں قوتِ پروردگار
لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار

عارفِ کھڑی میاں محمد بخش رحمہ اللہ تعالی شانِ مولائے کائنات کے بحرِ بے کنار میں مستغرق ہو کر فرماتے ہیں:

لَحمُکَ لَحمِی دَمُکَ دَمِی، شان جنہاندے آیا

سخی بہادر جگ وِچ نادر ،جس دا عالی پایہ

(سیف الملوک شعر137، معراج شریف دا ذکر شعر29، ج1 ص27)

یعنی:

مولائے کائنات وہ ہستی ہیں جن کی شان میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تیرا گوشت میرا گوشت، تیرا خون میرا خون۔" آپ سخی، بہادر، یگانۂ روزگار، بلند پایہ ہستی۔

عارفِ کھڑی نے اس شعر میں مولائے کائنات کی اس امتیازی شان کی جانب اشارہ کیا جس کو سن کر آج بھی مروانیت ویزیدیت کے ایوانوں میں زلزلہ آجاتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا:

هَذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ لَحْمُهُ لَحْمِي، وَدَمُهُ دَمِي

یہ علی بن ابی طالب ہیں ، ان کا گوشت میرا گوشت اور ان کا خون میرا خون ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی 12341 ، فرائد السمطین 1/ 150 حدیث 113 ، 1/ 332 حدیث 257)

مجمع الزوائد میں فرمایا:

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَفِيهِ الْحَسَنُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْعُرَنِيُّ، وَهُوَ ضَعِيفٌ.

(مجمع الزوائد 9/ 111)

مولائے کائنات کی اس شان کو تاجدارِ گولڑہ ، فاتحِ قادیانیت ، مجدد اعظم ، مامور من الرسول ﷺ سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب رضی اللہ تعالی عنہ بدیں الفاظ تعبیر فرماتے ہیں:

مہر علی ہے حب علی اور حب نبی ہے مہر علی

لحمک لحمی ، جسمک جسمی ، فرق نہیں مابین پیا

سخی:

اس ہستی کی سخاوت کو کون بیان کر سکے جس ہستی کی سخاوت کا بیان خود قرآنِ عظیم فرمائے۔

- مولائے کائنات کے پاس چار درہم تھے۔ ایک درہم رات کو صدقہ فرمایا، ایک دن میں، ایک پوشیدگی میں اور ایک سب کے سامنے۔

مولائے کائنات کا یہ اندازِ سخاوت دربارِ الہی میں ایسا پسند ہوا کہ اللہ جل وعلا نے یہ آیہ مقدسہ نازل فرمادی:

الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

وہ لوگ جو اپنا مال رات اور دن میں، چھپ کر اور اعلانیہ خرچ کرتے ہیں، ان کا اجر ان کے پروردگار کے ہاں ہے اور نہ ان پر کوئی خوف اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

(تفسیر ابن المنذر 1/48، ماونی القرآن للنحاس 1/305، المعجم الکبیر للطبرانی 11164، مناقب علی لابن المغازلی ر325، تاریخِ دمشق 42/358)

- مولائے کائنات رکوع کی حالت میں تھے اور ایک سوالی نے سوال کیا۔ مولائے کائنات نے عین نماز کی حالت میں اس سوالی کو اپنی انگوٹھی عطا فرمائی۔ اللہ جل وعلا کے دربار

میں آپ کی یہ اداء ایسی محبوب ٹھہری کہ اللہ جل وعلانے تاجِ ولایت مولائے کائنات کے سر سجاتے ہوئے فرمایا:

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ

تمہارا ولی اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم کرتے ہیں اور رکوع کی حالت میں صدقہ کرتے ہیں۔

(تفسیر طبری 10/426، تفسیر ابن کثیر 3/138)

سلسلہ گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے عارفِ کھڑی شریف مولائے کائنات مولا علی کی شان میں مزید فرماتے ہیں:

ذُوالفِقار جنہاں نُوں اُتری ، خلعت فقر حضُوروں

جُمل جہان ہوئی رُشنائی شاہ ، مرداں دے نُوروں

(سیف الملوک شعر 138، معراج شریف دا ذکر شعر 30، ج1 ص27)

یعنی:

جن کے لیے دربارِ خداوندی سے ذوالفقار اور خلعتِ فقر اتری۔ شاہِ مرداں کے نور سے پورے جہان میں روشنی ہوئی۔

ذُوالفِقار جنہاں نُوں اُتری:

حضرت عامر بن واثلہ فرماتے ہیں کہ شوریٰ کے موقع پر میں مولائے کائنات مولا علی کی معیت میں گھر کے اندر تھا۔ تو میں نے مولائے کائنات مولا علی کرم اللہ

تعالیٰ وجہہ الکریم کو فرماتے سنا:
لأحتجن عليكم بما لا يستطيع عربيكم ولا عجميكم يغير ذلك
میں تمہارے سامنے وہ استدلال کروں گا جس کو بدلنے کی طاقت نہ تمہارے کسی عربی میں ہے اور نہ کسی عجمی میں۔
پھر مولائے کائنات نے فرمایا:
فأنشدكم بالله هل فيكم أحد نودي فيه من السماء: لا سيف إلا ذو الفقار، ولا فتى إلا علي. غيري؟
میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تمہارے بیچ میرے علاوہ کوئی ایسا ہے جس کے لیے آسمان سے اعلان کیا گیا ہو:
تلوار ہے تو ذو الفقار، مردِ جوان ہے تو حیدرِ کرار۔۔۔؟
سب لوگوں نے جواب میں کہا:
اللہم لا
اللہ کی قسم! کوئی نہیں۔
(مناقبِ علی لابن المغازلی حدیث 155)
سیرتِ ابنِ ہشام میں ابنِ نجیح کے حوالے سے ہے کہ انہوں نے کہا:
نَادَى مُنَادٍ يَوْمَ أُحُدٍ: لَا سَيْفَ إِلَّا ذُو الْفَقَارِ، وَلَا فَتَى إِلَّا عَلِيٌّ
یعنی احد کے روز ایک پکارنے والے نے کہا:
نہیں ہے کوئی تلوار مگر ذو الفقار، نہیں ہے کوئی مردِ جوان مگر علی کرار۔
(سرات ابن ہشام 2/100 ، معجم ابن الابار ص164 ، سبل الہدی والرشاد 4/229)

جنہاں نوں اُتری، خلعت فقر حضوروں:

حضرت میاں محمد بخش عارفِ کھڑی رحمہ اللہ تعالی کی زبانی مولائے کائنات مولا علی مشکل کشا کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کی شان میں ان الفاظ کی قدرے وضاحت جاننے کے لیے "فوائد الفؤاد" سے یہ اقتباس فائدہ سے خالی نہ ہو گا۔

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہ العزیز کی مجلس میں سفر معراج کا ذکر چھڑا تو فرمانے لگے:

مصطفی ﷺ درشبِ معراج خرقہ یافتہ بود آن خرقہ را خرقہٴ فقر گویند۔

یعنی: رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ والا کو شبِ معراج ایک خرقہ عطا کیا گیا جسے خرقۂ فقر کہتے ہیں۔

بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو بلایا اور ان سے فرمایا:

من خرقہ یافتہ ام و مرا فرمان است کہ آن خرقہ بیک کس دھم و من سخنی از یاران بخواھم پرسید تا چہ جواب دھند و مرا گفتہ اند کہ ھرکہ آن جواب دھد این خرقہ بدو دہ و آن جواب من می دانم تا کہ خواھد گفت۔

مجھے ایک خرقہ عطا کیا گیا ہے اور مجھے حکم ہے کہ: "یہ خرقہ صرف ایک شخص کو دوں۔"

میں اپنے اصحاب سے ایک بات پوچھوں گا تاکہ دیکھوں کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ اور مجھے فرمایا گیا ہے کہ: جو شخص یہ (مخصوص) جواب دے، یہ خرقہ میں اسے عطا کروں۔ وہ جواب میں جانتا ہوں تاکہ دیکھوں کہ کون کیا جواب دیتا ہے۔

پھر اپنا چہرۂ اقدس سیدنا ابو بکر صدیق کی جانب کر کے فرمایا:

اگر این خرقہ ترا دھم تو چہ کنی؟

اگر یہ خرقہ تجھے دوں تو تم کیا کرو گے؟

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق نے عرض کی:

من صدق ورزم وطاعت کنم و عطا دھم۔

میں سچ کو اختیار کروں گا اور فرمانبرداری کروں گا اور (راہِ خدا میں) عطا کروں گا۔

پھر سیدنا عمرِ فاروق سے پوچھا:

اگر ترا این خرقه دهم تو چه کنی؟

اگر تمہیں یہ خرقہ دوں تو تم کیا کرو گے؟

حضرت عمر نے عرض کی:

من عدل کنم و انصاف نگهدارم۔

میں عدل کروں گا اور انصاف کا خیال رکھوں گا۔

بعد ازاں سیدنا عثمان بن عفان سے پوچھا:

اگر ترا دهم این خرقه را تو چه کنی؟

اگر تمہیں یہ خرقہ دوں تو تم کیا کرو گے؟

حضرت سیدنا عثمان نے عرض کی:

انفاق کنم و سخاورزم۔

خرچ کروں گا اور سخاوت اپناؤں گا۔

ازاں بعد رسول اللہ ﷺ نے مولائے کائنات مولا علی سے پوچھا:

اگر ترا دهم این خرقه را تو چه کنی؟

اگر یہ خرقہ تمہیں دوں تو تم کیا کرو گے؟

مولائے کائنات مولا علی نے عرض کی:

من پرده پوشی کنم و عیبِ بندگانِ خدای را بپوشم

میں پردہ پوشی کروں گا اور بندگانِ خدا کے عیبوں کو چھپاؤں گا۔

جانِ عالم ﷺ نے فرمایا:

بستان این خرقه را بتو دادم که مرا فرمان بود هر که این چنین جواب دهد خرقه بدو دهی۔

لو! یہ خرقہ تمہیں دیتا ہوں۔کیونکہ مجھے حکم تھا کہ جو شخص یہ جواب دے گا (جو تم نے دیا) اسے یہ خرقہ عطا کروں۔

(فوائد الفؤاد جلد چہارم مجلس چہل و نہم ص 329 ، 330)

جُمل جہان ہوئی رُشنائی شاہ مرداں دیے نُوروں:

یعنی پورے جہاں میں شاہِ مرداں سیدنا مولا علی کے نور سے روشنی ہوئی۔

یہ ایک الگ بحث ہے کہ اس دعوی پہ حضرت میاں محمد بخش عارفِ کھڑی شریف رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے پاس دلیل کیا تھی؟

لیکن اس جملے سے کم از کم اتنا ثابت ہو جاتا ہے کہ عارفِ کھڑی میاں محمد بخش رحمہ اللہ تعالی کی نگاہ میں عالمِ رنگ وبو کی روشنی مولائے کائنات مولا علی مشکل کشا کے وجودِ باجود کی تجلیات کا نتیجہ ہے۔

حسن بن علی فیومی متوفی870ھ فتح القریب المجیب میں ایک روایت نقل کرتے ہیں جس کے آخری الفاظ کچھ اس طرح ہیں:

وخلق الخلق كلهم من نور علي بن أبي طالب

یعنی اللہ جل وعلا نے باقی ساری مخلوق حضرت علی کے نور سے تخلیق فرمائی۔

(فتح القریب المجیب1 /569)

سلسلہ گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے عارفِ کھڑی شریف مولائے کائنات مولا علی کی شان میں مزید فرماتے ہیں:

جمدّڑیاں سن جس دے اگے، بُتّاں سیس نوائے

خیبر کوٹ کفار گڑائیوس ،ڈنکے دین وجائے

(سیف الملوک شعر139، معراج شریف دا ذکر شعر31، ج1ص27)

یعنی:

مولائے کائنات وہ ہستی ہیں کہ جن کے پیدا ہوتے ہی بت آپ کے سامنے سر نگوں ہو گئے۔ آپ نے خیبر فتح کیا اور دین کے ڈنکے بجائے۔

جمدّڑیاں سن جس دے اگے ،بُتّاں سیس نوائے :

حضرت میاں محمد بخش رحمہ اللہ تعالی شعر کے اس مصرع میں مولائے کائنات مولا علی مشکل کشا کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کے مولودِ کعبہ ہونے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

ام عمارہ بنت عبادہ کہتی ہیں کہ وہ ایک روز عورتوں کے ساتھ موجود تھیں تو انہوں نے حضرت سیدنا ابو طالب کو پریشانی کی حالت میں آتے دیکھا۔

ام عمارہ کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا:

ما شأنك يا أبا طالب؟

اے ابو طالب! کیا مسئلہ ہے؟

سیدنا ابو طالب نے فرمایا:

إن فاطمة بنت أسد في شدة المخاض

فاطمہ بنت اسد زچگی کی شدید تکلیف میں ہیں۔

پھر سیدنا ابو طالب نے اپنا ہاتھ اپنے چہرے پہ رکھ لیا۔

ام عمارہ کہتی ہیں کہ اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے (اور اس وقت تک آپ ﷺ نے اعلانِ نبوت نہ فرمایا تھا۔)

آپ ﷺ نے سیدنا ابو طالب سے کہا:

ما شأنك يا عم؟

چچا جان! کیا پریشانی ہے؟

سیدنا ابو طالب نے فرمایا:

إن فاطمة بنت أسد تشتكي المخاض

فاطمہ بنت اسد زچگی کی تکلیف میں ہیں۔

آپ ﷺ نے جنابِ ابو طالب کا ہاتھ تھاما اور سیدہ فاطمہ بنت اسد کو لے کر کعبہ مشرفہ کی جانب آئے اور سیدہ فاطمہ بنت اسد کو کعبۂ مشرفہ کے اندر بٹھا دیا۔

پھر فرمایا:

اجلسي على اسم الله

اللہ کا نام لے کر بیٹھ جائیں۔

فطلقت طلقة فولدت غلاماً مسروراً، نظيفاً، منظفاً لم أر كحسن وجهه

سیدہ فاطمہ بنت اسد کو زچگی کا ایک جھٹکا محسوس ہوا اور اس کے ساتھ ہی ناف بریدہ، صاف ستھرا، ایسا خوبصورت بچہ پیدا ہوا کہ کسی نظر نے ایسا خوبصورت بچہ نہ دیکھا۔

حضرت سیدنا ابو طالب نے بچے کا نام "علی" رکھا اور اللہ کے نبی ﷺ انہیں اپنی

گود میں اٹھا کر سیدہ فاطمہ بنت اسد کے گھر تک لائے۔

(مناقب علی لابن المغازلی حدیث 3 ، الفصول المہمۃ فی معرفۃ الائمۃ 1/ 172)

علامہ عبد الباقی افندی موصلی عمری متوفی 1278ھ کہتے ہیں:

أنت العلي الذي فوق العلى رفعا

ببطن مكة عند البيت إذ وضعا

آپ وہ بلند شخصیت ہیں جنہیں بلندیوں پر بلندی عطا کی گئی۔ جب مکہ مشرفہ میں بیت اللہ کے پاس آپ کا جنم ہوا۔

دوسرے نسخے میں ہے:

أنت العلي الذي فوق العُلى رفعا

ببطن مكّة وسط البيت إذ وضعا

آپ وہ بلند شخصیت ہیں جنہیں بلندیوں پر بھی بلندی عطا کی گئی ، جب مکہ مشرفہ میں بیت اللہ کے اندر آپ کا جنم ہوا۔

اس شعر کی شرح میں علامہ سید محمود آلوسی حنفی متوفی 1270ھ فرماتے ہیں:

وكون الأمير كرم الله وجهه ولد في البيت أمر مشهور في الدنيا وذكر في كتب الفريقين السنة والشيعة

مولائے کائنات امیر المؤمنین کی کعبۂ مشرفہ میں ولادت دنیا بھر میں مشہور ہے اور اہلِسنت وشیعہ ہر دو کی کتب میں مذکور ہے۔

اس کے بعد علامہ سید محمود آلوسی رحمہ اللہ تعالی نے سطورِ بالا میں ام عمارہ والی روایت بیان کرنے کے بعد فرمایا:

ولم يشتهر وضع غيره كرم الله وجهه كما اشتهر وضعه بل لم تتفق الكلمة عليه، وما أحرى بإمام الأئمة أن يكون وضعه فيما هو قبلة للمؤمنين؟

وسبحان من يضع الأشياء في مواضعها وهو أحكم الحاكمين.

مولائے کائنات کے علاوہ کسی اور کی کعبۂ مشرفہ میں ولادت کو وہ شہرت نہ ملی جو مولائے کائنات کی ولادت کو ملی ، بلکہ آپ کے علاوہ کسی اور کی کعبۂ مشرفہ میں ولادت پہ اتفاق نہ ہو سکا۔

اور امام الائمۃ کو کیا خوب جچتا ہے کہ اہلِ ایمان کے قبلہ میں پیدا ہوں۔۔۔!!!

پاک ہے وہ ذات جس نے چیزوں کو ان کے لائق جگہوں پر رکھا اور وہ احکم الحاکمین ہے۔

(شرح قصیدہ عینیہ ص15)

اسی قصیدہ کی شرح میں لگ بھگ پچاس صفحات بعد علامہ سید محمود آلوسی مولائے کائنات کے ہاتھوں کعبۂ مشرفہ کی تطہیر کی حکمتوں پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وقيل: أحب عليه الصلاة والسلام أن يكافئ على الكعبة حيث ولد في بطنها بوضع الصنم عن ظهرها فإنها كما ورد في بعض الآثار كانت تشتكي إلى الله تعالى عبادة الأصنام حولها وتقول: أي رب حتى متى تعبد هذه الأصنام حولي؟ والله تعالى يعدها بتطهيرها من ذلك.

یعنی مولائے کائنات کے ہاتھوں کعبۂ مشرفہ کو بتوں سے پاک کروانے کی ایک حکمت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاہا کہ حضرت علی کعبۂ مشرفہ کے اوپر سے بت ہٹا کر اس کعبہ کے اندر پیدا ہونے کا احسان چکا دیں۔

کیونکہ بعض آثار میں وارد ہے کہ کعبۂ مشرفہ دربارِ خداوندی میں اپنے گرد بتوں کی پوجا کے معاملے کی شکایت کیا کرتا تھا اور عرض گزار ہوتا:

اے میرے پروردگار! کب تک یہ بت میرے گرد پوجے جاتے رہیں گے؟

اور اللہ جل وعلا کعبۂ مشرفہ سے اُسے ان بتوں سے پاک کرنے کا وعدہ فرمایا کرتا تھا۔(پس حضرت علی کے ذریعے اس وعدہ کو پورا کیا گیا۔)

(شرح قصیدہ عینیہ ص75)

خیبرکوٹ کفارگِڑائیوس، ڈنکے دین وجائے:

اس مصرع میں مولائے کائنات کے فاتحِ خیبر ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

ہم یہاں پر مختصر لفظوں میں فتحِ خیبر کا قصہ ہدیۂ قارئین کرنا چاہیں گے:

فتحِ خیبر کا سلسلہ شروع ہونے جا رہا ہے۔سب سے مضبوط قلعہ مرحب یہودی کا ہے ، جو اپنی شجاعت اور دلیری میں ہزار افراد کے برابر سمجھا جاتا تھا۔اور یہود اس بات کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ مسلمانوں میں سے کوئی شخص مرحب کو قتل کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔لشکرِ اسلام اور یہود کے بیچ جنگ چھڑ گئی جو کئی دنوں تک جاری رہی ، لیکن کوئی دن نتیجہ خیز ثابت نہ ہوا۔

مہاجرین کا جھنڈا جس شخص کو دیا جاتا ہے تو وہ خالی ہاتھ لوٹتے ہیں۔جھنڈا دوسرے شخص کے حوالے کیا جاتا ہے تو وہ بھی خالی ہاتھ واپس آتے ہیں۔انصار کا جھنڈا جس شخص کے حوالے کیا جاتا ہے وہ بھی کچھ نہیں کر پاتے۔

(مغازی الواقدی 2/653)

راوی کہتے ہیں:

فاشتد ذلك على رسول اللّه صلّى اللّه عليه وسلّم وأمسى مهموما

یعنی یہ حالت رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ والا پہ گراں گزری اور آپ ﷺ پریشان دکھائی دے رہے تھے۔

(مغازی الواقدی 2/653 ، امتاع الاسماع 1/309 ، 13/333)

اللہ ورسول اسے پیارے:

اور پھر شام کے وقت جانِ کائنات ، سرورِ عالم ، رسولِ محتشم صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم فرماتے ہیں:

لَأُعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ

میں یہ جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔

(صحیح بخاری 3009 ، 4210 ، صحیح مسلم 2405 ، مسند احمد 8990 ، مسند ابی داود طیالسی 2563 ، جامع معمر بن راشد 20395 ، سنن سعید بن منصور 2474 ، فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل 1030 ، 1044 ، 1056 ، 1122)

حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایت میں ہے:

لَأَبْعَثَنَّ رَجُلًا لَا يُخْزِيهِ اللَّهُ أَبَدًا ، يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

میں ایک ایسا شخص بھیجوں گا جسے اللہ جل وعلا کبھی بھی رسوا نہ فرمائے گا۔وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل 3061 ، فضائل الصحابۃ 1168)

بریدہ کی روایت میں ہے:

لَا يَرْجِعُ حَتَّى يُفْتَحَ لَهُ

جب تک فتح نصیب نہ ہو گی وہ شخص واپس نہ لوٹے گا۔

(مسند احمد 22993 ، فضائل الصحابۃ 1009)

اور فرمایا:

لَيْسَ بِفَرَّارٍ

وہ بھاگنے والا نہیں ہے۔
(سنن ابن ماجہ 117 ، مسند احمد 778 ، 1117)
یہ بات کوئی معمولی بات نہ تھی۔
عبادت گزار کی ساری زندگی کا حاصل محبتِ الٰہیہ اور محبتِ رسول ہے۔
لیکن یہاں محبتِ الٰہیہ اور محبتِ رسول کا فقط دعوی نہیں تھا۔۔۔جانِ کائنات جنابِ محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے محبت کا سرٹیفیکیٹ مل رہا تھا۔
یعنی دعوی تو ہر کوئی کر سکتا ہے کہ اسے اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہے۔
لیکن مزہ تو تب ہے کہ اللہ اور اس کا رسول فرمائیں کہ ہاں تجھے محبت ہے۔۔۔!!!
اور آج جس کے ہاتھ میں جھنڈا جانے والا تھا وہ خود محبت کا دعوے دار نہیں تھا۔۔۔اللہ کے رسول ﷺ اسے از خود محبتِ الٰہیہ اور محبت رسول ﷺ کی سند عطا فرما رہے تھے۔

اللہ ورسول کا پیارا:

اور بات یہاں آ کر ختم نہیں ہوئی۔۔۔بلکہ رسول اللہ ﷺ نے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا:
وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ
اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت فرماتے ہیں۔
(صحیح بخاری 3009 ، 4210 ، مسند احمد 22821 ، جامع معمر بن راشد 20395)
بندہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرے تو بندگی وغلامی کا حق اداء کرنا

شمار ہو گا۔۔۔لیکن یہاں فقط بندے کی جانب سے نہیں ، میرے آقا ﷺ فرما رہے ہیں:

اللہ اور اس کا رسول ﷺ بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔۔!!!

اللہ اور اس کا رسول اسے پیارے اور وہ اللہ اور اس کے رسول کا پیارا۔۔۔!!!

بھلا اس سے بڑھ کر کوئی کیا مانگے اور کیوں مانگے۔۔۔؟؟؟

"محبت" کا تعلق باقی تعلقات کا سردار ہے۔یہی وجہ ہے کہ اللہ کریم جل وعلا نے نبیوں کے سردار ﷺ کو اس خصوصی تعلق سے نوازتے ہوئے اپنا حبیب بنایا۔

سیدنا عمر فاروقِ کی تمنا:

یہ تعلق فقط بندے کی جانب سے ہو تو جب بھی کمال بلکہ کمال در کمال ہے۔اور اگر رب بندے کو اپنا محبوب بنا لے۔۔۔رب کا رسول ﷺ اپنی محبت کی سند عطا فرما دیں تو پھر حضرت سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کا کہنا بنتا تھا:

فَمَا أَحْبَبْتُ الْإِمَارَةَ قَبْلَ يَوْمَئِذٍ، فَتَطَاوَلْتُ لَهَا وَاسْتَشْرَفْتُ رَجَاءَ أَنْ يُدْفَعَ إِلَيَّ

میں نے اس سے پہلے کبھی بھی امارت کی تمنا نہ کی۔(لیکن جب وہ دن آیا تو میری کیفیت یہ تھی کہ) میں اونچا ہو (کر سامنے ہونے کی کوشش کر) رہا تھا اور اس امید پر جھانک رہا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ وہ جھنڈا مجھے دے دیا جائے۔

(صحیح مسلم 2405 ، مسند احمد 8990 ، مسند ابی داود الطیالسی 2563 ، سنن سعید بن منصور 2474 ، فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل 1030 ، 1044 ، 1056 ، 1122)

حضرت عمرِ فاروق کا کہنا بنتا تھا کہ:

مولا علی کو تین ایسی خصلتیں عطا کی گئیں کہ اگر مجھے ان میں سے ایک بھی عطا

ہوتی تو میرے لیے سرخ اونٹوں سے زیادہ قیمتی ہوتی۔

پوچھا گیا: وہ کون کون سی؟

سیدنا عمرِ فاروق نے فرمایا:

تَزَوَّجُهُ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَسُكْنَاهُ الْمَسْجِدَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحِلُّ لَهُ فِيهِ مَا يَحِلُّ لَهُ، وَالرَّايَةُ يَوْمَ خَيْبَرَ

- ✓ حضرت علی کا رسول اللہ ﷺ کی لختِ جگر سیدہ فاطمہ سے نکاح۔
- ✓ مولا علی کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں رہنا، جو رسول اللہ ﷺ کے لیے مسجد میں حلال وہ مولا علی کے لیے حلال۔
- ✓ اور خیبر کے روز جھنڈا۔

(مستدرک علی الصحیحین 4632، مناقب الاسد الغالب ص15)

ابنِ عمر کی تمنا:

یہی بات سیدنا عمرِ فاروق کے بیٹے حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے نظر آتے ہیں، فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ أُوتِيَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ ثَلَاثَ خِصَالٍ، لَأَنْ تَكُونَ لِي وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ " زَوَّجَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَتَهُ، وَوَلَدَتْ لَهُ، وَسَدَّ الْأَبْوَابَ إِلَّا بَابَهُ فِي الْمَسْجِدِ، وَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ يَوْمَ خَيْبَرَ "

حضرت سیدنا مولا علی کو تین وہ خصلتیں عطا کی گئیں، میرے لیے ان میں سے کسی ایک کا ہونا بھی سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہے۔

- ✓ رسول اللہ ﷺ نے اپنی لختِ جگر کا نکاح حضرت علی سے کیا جن سے حضرت علی کو اولاد بھی ہوئی۔

✓ رسول اللہ ﷺ نے سارے دروازے بند کر دیئے ، سوائے حضرت علی کے مسجد میں دروازے کے۔

✓ اور خیبر کے روز جھنڈا حضرت علی کو عطا فرمایا۔

(مسند احمد 4794)

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں:

أخرجه أحمد وإسناده حسن

(فتح الباری 7/15)

حضرت سعد کی تمنا:

اور جب حضرت معاویہ نے جنابِ سعد بن ابی وقاص سے مولائے کائنات کو گالی دینے کا تقاضا کیا اور حضرت سعد نے اس بات کو نہ مانا تو حضرت معاویہ نے حضرت سعد سے پوچھا:

مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا تُرَابٍ؟

کیا وجہ ہے ، آپ حضرت علی کو گالی کیوں نہیں دیتے؟

تو جواب میں حضرت سعد بن ابی وقاص کا جواب بھی کچھ ایسا ہی تھا۔ فرمایا:

أَمَا مَا ذَكَرْتُ ثَلَاثًا قَالَهُنَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَنْ أَسُبَّهُ، لَأَنْ تَكُونَ لِي وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ

جب تک مجھے تین باتیں یاد ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہیں تو میں مولا علی کو گالی نہ دوں گا۔ ان میں سے کوئی ایک خصلت بھی مجھے مل جاتی تو میرے لیے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی۔

پھر انہی خوبیوں میں سے ایک خوبی خیبر کے موقع پہ جھنڈا عطا کیا جانا بھی شمار کی۔

(صحیح مسلم 2404)

رسول اللہ ﷺ یہ اعلان رات کے وقت کرتے ہیں کہ کل جھنڈا اسے ملے گا کہ:
"اللہ اور رسول اسے پیارے اور وہ اللہ اور رسول کا پیارا"

صحابہ کا رت جگا:

سہل بن سعد کہتے ہیں:

فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا؟

لوگوں نے ساری رات اس تبصرہ میں گزار دی کہ یہ جھنڈا کس کو عطا کیا جائے گا؟

فرمایا:

فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ، غَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَاهَا

جیسے ہی صبح ہوئے تو لوگ صبح ہی رسول اللہ ﷺ کے دربار میں حاضر ہو گئے اور ان میں سے ہر ایک امید وار تھا کہ وہ جھنڈا اسے عطا ہو جائے۔

(صحیح بخاری 4210 ، صحیح مسلم 2406 ، مسند احمد 22821 ، مسند ابن ابی شیبۃ 114)

صبح ہو چکی ہے شمعِ رسالت کے پروانے ، میرے آقا ﷺ کے جاں نثار صحابہ جانِ عالم ﷺ کے لبہائے مبارکہ کی جنبش کے منتظر ہیں کہ دیکھیے آج یہ اعزاز کس کو ملتا ہے۔ صحابۂ کرام سر اٹھا اٹھا کر نگاہِ مصطفی ﷺ کے سامنے ہونے کی کوشش کر رہے ہیں ، مبادا لوگوں کے پیچھے چھپے رہیں اور نگاہِ مصطفی ﷺ ہم پر نہ پڑے اور ہم اس سعادت سے محروم ہو جائیں۔

بریدہ کہتے ہیں:

وَأَنَا فِيمَنْ تَطَاوَلَ لَهَا

میں ان لوگوں میں سے ایک تھا جو جھنڈے کے حصول کی خاطر اونچے ہو کر (سامنے ہونے کی کوشش کر رہے) تھے۔

(مسند احمد 22993)

علی کہاں ہیں؟

نظامِ قدرت بھی عجیب ہے، حاضرین جو رات بھر امید لگائے بیٹھے رہے ، جن کی آنکھوں نے نیند کا ذائقہ تک نہ چکھا اور صبح ہوتے ہی دربارِ رسالت میں امیدوار بن کر حاضر ہیں۔۔۔جسمانی طور پر درست وتوانا ہیں۔۔۔۔لیکن تقدیر کی نگاہ جیسے کسی خاص بلکہ اخص الخواص کی تلاش میں تھی۔۔۔۔

لبہائے مبارکہ کو جنبش ہوتی ہے تو الفاظ کچھ یوں ترتیب پاتے ہیں:

يَا عَلِيُّ

اے علی۔۔۔!!!

(السنۃ لابن ابی عاصم 1377)

أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ؟

علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟

(صحیح بخاری 3009 ، 4210 ، صحیح مسلم 2406 ، مسند احمد بن حنبل 3061 ، 22821 ، فضائل الصحابۃ 1168 ، مسند اسحاق بن راہویہ 219 ، مسند ابن ابی شیبۃ 114)

مولا علی مصروف:

مولائے کائنات اس وقت (لشکر کے کھانے کے انتظام کے لیے) چکی پیس رہے تھے۔اور آنکھوں میں تکلیف بھی تھی۔

عرض کی جاتی ہے:

هُوَ فِي الرَّحَى يَطْحَنُ

یا رسول اللہ! وہ تو چکی پیس رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی نگاہِ ناز پھر بھی اسی ماہتابِ بنی ہاشم کی تلاش میں ہے۔ فرماتے ہیں:

وَمَا كَانَ أَحَدُكُمْ لِيَطْحَنَ؟

کیا تم میں سے کوئی شخص چکی نہیں پیس سکتا؟

(مسند احمد بن حنبل 3061 ، فضائل الصحابۃ 1168)

مولاعلی بیمار:

عرض کی جاتی ہے:

هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَيَشْتَكِي عَيْنَيْهِ

یا رسول اللہ! ان کی تو آنکھوں میں بھی تکلیف ہے۔

(صحیح بخاری 3009 ، 4210 ، صحیح مسلم 2406 ، مسند احمد 22821 ، فضائل الصحابۃ 1037 ، مسند اسحاق بن راہویہ 219 ، مسند ابن ابی شیبۃ 114)

وہ تو حاضر بھی نہیں اور جنگ کرنے کی حالت میں بھی نہیں۔

لیکن عرش سے فیصلہ آ چکا تھا کہ یہ اعزاز سیدنا ابو طالب کے بیٹے کے حصے میں آئے گا۔۔۔

آنکھوں میں تکلیف ہے تو کیا ہوا؟ طبیبوں کے طبیب جلوہ فرما ہیں ، فرماتے ہیں:

أَرْسِلُوا إِلَيْهِ

ان کی جانب پیغام بھیجو۔۔۔!!!

انہیں بلاؤ۔۔۔!!!
(صحیح بخاری 4210 ، صحیح مسلم 2406 ، مسند احمد 22821 ، فضائل الصحابۃ 1037 ، مسند ابن ابی شیبۃ 114)
راویٔ حدیث کہتے ہیں:
فَجَاءَ وَهُوَ أَرْمَدُ لَا يَكَادُ أَنْ يُبْصِرَ
یعنی مولائے کائنات آشوبِ چشم میں مبتلا تھے اور اس حال میں حاضرِ خدمت ہوئے کہ انہیں کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔
(مسند احمد بن حنبل 3061 ، فضائل الصحابۃ 1168)
بعض روایات میں ہے:
تکلیف کی شدت سے اپنے پاؤں کی جگہ بھی نظر نہیں آتی تھی۔
(جامع معمر بن راشد 20395)
سلمہ بن اکوع کہتے ہیں:
فَجِئْتُ بِهِ أَقُودُهُ
یعنی مولائے کائنات کی آنکھوں کی تکلیف کا یہ عالم تھا کہ خود چل بھی نہیں پا رہے تھے ، میں پکڑ کر دربارِ رسالت میں لایا۔
(صحیح مسلم 1807 ، فضائل الصحابۃ 1036)
راویٔ حدیث کہتے ہیں:
فَبَصَقَ رَسُولُ اللَّهِ فِي عَيْنَيْهِ، وَدَعَا لَهُ، فَبَرَأَ كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ
رسول اللہ ﷺ مولائے کائنات کی آنکھوں میں اپنا لعابِ دہن ڈالتے ہیں اور دعا بھی فرماتے ہیں۔(وہ علی جو تکلیف کی شدت سے اپنے قدمین کے جگہ بھی دیکھ

نہیں پا رہے تھے ، جب آنکھوں میں جانِ کائنات ﷺ کا لعابِ دہن جاتا ہے) تو ایسے ٹھیک ہو جاتے ہیں جیسے کبھی تکلیف تھی ہی نہیں۔

(صحیح بخاری 3009 ، 4210 ، صحیح مسلم 2406 ، مسند احمد 22821 ، فضائل الصحابۃ 1037 ، مسند ابن ابی شیبۃ 114)

جھنڈا مولا علی کے ہاتھ میں:

پھر وہ جھنڈا جس کی امید پہ صحابۂ کرام نے جاگ کر رات گزار دی اور سیدنا عمرِ فاروق جس کے حصول کے متمنی نظر آتے ہیں ، راویٔ حدیث کہتے ہیں:

ثُمَّ هَزَّ الرَّايَةَ ثَلَاثًا، فَأَعْطَاهَا إِيَّاهُ

رسول اللہ ﷺ نے اس جھنڈے کو تین بار ہلایا ار پھر وہ جھنڈا مولائے کائنات کو عطا کر دیا۔

(مسند احمد بن حنبل 3061 ، فضائل الصحابۃ 1168)

مولا علی اور مرحب:

مولائے کائنات جھنڈا پکڑ کر لوگوں کا ایک جتھا لے کر روانہ ہوتے ہیں۔جب قلعے کے قریب پہنچے تو مرحب سامنے کھڑا رجز پڑھ رہا تھا:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ ... شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ

إِذَا الْحُرُوبُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ ... أَطْعَنُ أَحْيَانًا وَحِينًا أَضْرِبُ

خیبر والے جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں۔

ہتھیار سے لیس ، بہادر ، تجربہ کار۔

جب جنگیں بھڑکتی ہوئی آگے بڑھتی ہیں تو بعض اوقات میں نیزہ بازی کرتا ہوں اور بعض اوقات تلوار زنی۔

جب مولائے کائنات نے مرحب کا رجز سنا تو فرمایا:

أَنَا الَّذِي سَمَّتْنِي أُمِّي حَيْدَرَهْ ... كَلَيْثِ غَابَاتٍ كَرِيهِ الْمَنْظَرَهْ
أُوفِيهِمُ بِالصَّاعِ كَيْلَ السَّنْدَرَهْ

میں وہ ہوں جس کی ماں نے (ہی) اس کا نام حیدر رکھ (دیا) تھا۔ جنگلوں کے شیر کی طرح خوفناک دکھنے والا۔ میں دشمنوں کو صاع کے بدلے بڑا پیمانہ بھر کے دیتا ہوں۔

(صحیح مسلم 1807 ، مسند احمد 16538 ، فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل 1036)

مولائے کائنات نے جب یہ رجز پڑھا تو راوئ حدیث کہتے ہیں:

فَفَلَقَ رَأْسَ مَرْحَبٍ بِالسَّيْفِ

یعنی مولائے کائنات نے تلوار سے مرحب کے سر کے دو ٹکڑے کر دیئے۔

(مسند احمد 16538 ، فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل 1036)

بریدہ اسلمی کہتے ہیں:

فَضَرَبَهُ عَلَى هَامَتِهِ حَتَّى عَضَّ السَّيْفُ مِنْهَا بِأَضْرَاسِهِ، وَسَمِعَ أَهْلُ الْعَسْكَرِ صَوْتَ ضَرْبَتِهِ

یعنی مولائے کائنات نے مرحب کے سر پر تلوار ماری یہاں تک کہ تلوار سر کو چیرتی ہوئی داڑھوں تک آن پہنچی اور پورے لشکر نے مولائے کائنات کے وار کی آواز سنی۔

(مسند احمد 23031)

فرمایا:

وَمَا تَتَامَّ آخِرُ النَّاسِ مَعَ عَلِيٍّ حَتَّى فُتِحَ لَهُ وَلَهُمْ

یعنی مولائے کائنات دربارِ رسالت سے جن لوگوں کو ساتھ لے کر چلے تھے ، ان سب کے مولائے کائنات تک پہنچنے سے پہلے ہی اللہ جل وعلا نے انہیں فتح عطا فرما دی۔

(مسند احمد 23031)

مرتضیٰ شیرِ حق اشجع الاشجعین
ساقی شِیر و شربت پہ لاکھوں سلام
شیرِ شمشیر زن شاہِ خیبر شکن
پرتوِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

میاں صاحب مدحتِ مولائے کائنات میں مزید فرماتے ہیں:

<u>ستّر دو بہتر واریں ،راہ اللہ دے وِکیا</u>
<u>دوئے امام دِتے راہ مولیٰ، پھیر صبر کر ٹِکیا</u>

(سیف الملوک شعر140، معراج شریف دا ذکر شعر32، ج1 ص27)

یعنی:

مولائے کائنات مولا علی راہِ خدا میں بہتر بار بکے۔ دونوں امام راہِ خدا میں قربان کرنے کے بعد آپ کو صبر آیا۔

بندے کی دنیاوی زندگی ایک طرح سے اپنے خالق ومالک سے سودا ہے۔ اللہ جل وعلا کا ارشاد گرامی ہے:

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ

فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

بے شک اللہ جل وعلا نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لیے۔ وہ راہِ خدا میں جہاد کرتے ہیں، مارتے ہیں اور مارے جاتے ہیں۔ یہ ذاتِ باری تعالی پہ حق وعدہ ہے، تورات، انجیل اور قرآن میں۔ اور جو شخص اللہ جل وعلا سے اپنا وعدہ پورا کرے تو جو سودا تم نے کیا اس پہ خوش ہو جاؤ۔ اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

(سورۃ التوبۃ آیت111)

ایمان دار اپنی جان ومال جنت کے بدلے اللہ جل وعلا کو بیچ دیتا ہے۔ اور ہر شخص جانتا ہے کہ سودا صرف ایک بار ہی کافی ہوتا ہے۔ یعنی جس نے صرف ایک بار اپنی جان ومال کو جنت کے بدلے بیچ دیا تو دربارِ الٰہی سے اس کے لیے جنت کی نوید ہے۔

لیکن مولائے کائنات مولا علی مشکل کشا کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم وہ ہستی ہیں جنہوں نے ایک بار نہیں۔۔۔ بہتر بار اپنے آپ کو راہِ خدا میں بیچا۔ اور اس سودے کی تجلیاں میدانِ کربلا میں ظہور پذیر ہوئیں۔

جیسے جز کے کمالات کی نسبت کل کی جانب ہوتی ہے، یونہی مولائے کائنات مولا علی مشکل کشا کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کے لختہائے جگر کے کارناموں کی نسبت مولائے کائنات کی جانب ہونا لازمی امر ہے۔

مولائے کائنات جانتے تھے کہ میدانِ کرب وبلا میں ان کے بیٹوں کو بھوکا پیاسا شہید کر دیا جائے گا۔ اسی وجہ سے جب جنگِ صفین کی جانب سفر کرتے ہوئے کربلا کے پاس سے گزر ہو

تو مولائے کائنات مولا علی نے سیدنا امام حسین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

اصْبِرْ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ، اصْبِرْ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ، بِشَطِّ الْفُرَاتِ

اے ابو عبد اللہ! صبر! اے ابو عبد اللہ! فرات کے کنارے صبر۔۔۔!!!

(مسند احمد بن حنبل648)

یہ سب جانتے ہوئے بھی مولائے کائنات مولا علی مشکل کشا کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم نے رضائے خداوندی کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا اور فقط ایک بار نہیں۔۔۔ شہدائے کربلا کی تعداد کے مطابق بہتر بار اپنا آپ دربارِ خداوندی میں بیچ دیا۔

اور اپنے دونوں لختہائے جگر سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین، ہر دو کی راہِ خدا میں قربانی پر صبر و تسلیم کا مظاہرہ فرمایا۔

مدحتِ اولادِ علی

حضرت میاں محمد بخش عارفِ کھڑی بلاشبہ صحیح العقیدہ سنی قادری بزرگ تھے۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کا ادب بجالانے والے۔۔۔ حضرت ابو بکر صدیق، سیدنا عمرِ فاروق، سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کی مدحت کے ترانے گانے والے تھے۔ لیکن بابِ محبت میں مولائے کائنات کے ساتھ الگ اور وکھرا تعلق رکھتے تھے۔

سطورِ بالا میں ہم نے بتایا کہ حضرت ابو بکر صدیق کی مدح میں ایک شعر، حضرت عمر کی مدح میں ایک شعر، حضرت عثمان کی مدح میں ایک شعر لیکن جب بات مولائے کائنات کی آئی تو اسی مقام پہ مولائے کائنات کی شان میں کئی اشعار کہہ ڈالے۔

حضرت میاں محمد بخش رحمہ اللہ تعالی کا یہی اسلوب سیف الملوک میں ایک دوسرے مقام پہ بھی نظر آتا ہے جس کا بیان عنقریب آتا ہے ان شاء اللہ جل وعلا

لیکن یہاں ایک دوسری بات جو انتہائی توجہ طلب ہے وہ یہ ہے کہ:

خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کا ذکر کر کے بات کو وہیں مکمل کر دیا۔ مگر جب بات مولائے کائنات کی آئی تو آپ علیہ السلام کی شان میں کئی اشعار کہنے کے بعد آپ کی اولاد کا بھی ذکر چھیڑ کر بتا دیا کہ:

- ♥ کامیابی اسی در سے جڑی ہوئی ہے۔۔۔۔!!!
- ♥ محبت و عقیدت کا درست قبلہ یہی ہستیاں ہیں۔۔۔!!!
- ♥ عزت اور احترام تو رسول اللہ ﷺ کی ہر نسبت کا ہے مگر اہلِ ایمان کو جس در پہ جان چھڑکنے کا جی کرتا ہے وہ در آلِ رسول ﷺ کا ہے۔۔۔!!!
- ♥ جہاں تک تعلق ہے تعظیم کا تو سیدنا ابو بکر صدیق، سیدنا عمرِ فاروق، سیدنا عثمانِ ذو النورین اور دیگر صحابہ۔۔۔ ان صحابہ کی عظمتوں کی سلامی دینے والا ہی راہِ راست پر ہے۔ مگر بات جب بابِ عقیدت و محبت کی آ جائے تو اب ہمارا قبلہ خاندانِ رسول ﷺ ہے۔

میاں محمد بخش رحمہ اللہ تعالی مولائے کائنات مولا علی کی مدحت کے بعد ان کے لختہائے جگر سید اشباب اہل الجنۃ سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین کی مدحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ربّا اِنہاں اِماماں پِچھّے، جو گُل لال نبی دے

پاک شہید پیارے تیرے ،افسر آل نبی دے

(سیف الملوک شعر141، معراج شریف دا ذکر شعر33، ج1 ص27)

یعنی:

اے پروردگار!

ان اماموں کے صدقے جو نبی اکرم ﷺ کے لال پھول ہیں۔ پاک، شہید، تیرے محبوب،

آلِ رسول ﷺ کے سرداران۔

ہِکناں عِشق تیرے دے پیتے، بھر بھر زہر پیالے

خنجر جھاگ محبّت والی، ہِکناں بدن حلالے

(سیف الملوک شعر142، معراج شریف دا ذکر شعر34، ج1 ص27)

یعنی:

سید اشبابِ اہل الجنۃ حسنینِ کریمین سلام اللہ تعالیٰ علیہما میں سے ایک یعنی سیدنا امام حسن نے تیرے عشق میں زہر کے پیالے بھر بھر کر پیے۔ اور ایک ہستی یعنی امام حسین نے تیری محبت کے خنجر سے اپنے آپ کو ذبح کروالیا۔

پہلے مصرع میں سیدنا امام حسن کی شہادت اور بنو امیہ کی جانب سے آپ کو شہید کرنے کی غرض سے کئی بار دیئے جانے والے زہر کی طرف اشارہ ہے۔ اور دوسرے مصرع میں سیدنا امام حسین کی شہادت کا بیان ہے۔ بنو امیہ ہی کی جانب سے، یزید کے حکمِ صریح پر آپ علیہ السلام کو اپنے خاندان سمیت انتہائی بے دردی سے شہید کر دیا گیا۔

ہوندی قُوّت زور نہ لایا، بیٹھے من رضائیں

پانی باجھ پیاسے چلّے، دِین دُنی دے سائیں

(سیف الملوک شعر143، معراج شریف دا ذکر شعر35، ج1 ص27،28)

یعنی:

حسنینِ کریمین سلام اللہ تعالیٰ علیہما نے طاقت ہوتے ہوئے بھی زور نہیں لگایا بلکہ اللہ جل وعلا کی رضا پہ راضی رہے۔ پانی ہوتے ہوئے بھی دین اور دنیا کے مالک پیاسے تشریف لے گئے۔

ہوندی قُوّت:

اس لفظ میں حسنینِ کریمین کی باطنی بادشاہی کی جانب اشارہ ہے۔

شیخِ مجدد رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

وچون دورۂ حضرت امیر تمام شد این منصب عظیم القدر بحضرات حسنین ترتیبامفوض ومسلم گشت

یعنی جب سیدنا مولائے کائنات مولا علی کا دورۂِ قطبیت مکمل ہوا تو یہ عظیم القدر منصب حضرات امامین حسنین کریمین کو ترتیب سے (یعنی پہلے سیدنا امام حسن اور پھر سیدنا امام حسین) کو سونپا گیا اور آپ کے حوالے کیا گیا۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر سوم مکتوب 123 ص 584)

دِین دُنی دے سائیں:

ان الفاظ میں امامین حسنین کریمین کو دین اور دنیا کے مالک کہا جارہاہے اور یہ بھی آپ کی خلافتِ باطنیہ کی جانب اشارہ ہے۔

لوگوں کو خانوادۂِ رسول کی تعریف کرتے ہوئے نہ جانے کونسی بد بختی گھیر لیتی ہے۔ ورنہ عارفِ کامل میاں محمد بخش قادری رحمہ اللہ تعالی تو برملا دین اور دنیا کا مالک رسول اللہ ﷺ کے نواسوں کو قرار دے رہے ہیں۔

عِشق تیرے وِچ گھائل ہوئے، مائل حُسن ازل دے
سر دِتّے پر سِی نہ کِیتی، شادی کر کر چلدے

(سیف الملوک شعر144، معراج شریف دا ذکر شعر36، ج1 ص28)

یعنی:

اے پروردگار! تیرے عشق میں حسنِ ازلی کے پیکر گھائل ہو گئے۔ سر قربان کر دیا لیکن زبان سے

آواز نہ نکلی۔ خوشی خوشی چلدیئے۔

عارفِ کھڑی میاں محمد بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خاندانِ رسول ﷺ کے ذکر کو قربت خداوندی کا بہترین ذریعہ سمجھتے ہوئے، پہلے ان مقدس ہستیوں کی مدح کی تو آخر میں اپنے لیے دعا گو ہوئے اور آلِ پاک ہی کے وسیلے سے اپنا سوال دربارِ خداوندی میں پیش کرتے ہیں:

پیر سَنے وِچ نیر عِشق دے، بیڑا میرا تاریں

میں عاجز مسکِین بندے نُوں، نال اِیمانے ماریں

(سیف الملوک شعر145، معراج شریف دا ذکر شعر37، ج1 ص28)

یعنی:

بڑھاپے میں عشق کے سمندر کے اندر میرا بیڑا پار لگانا۔ میں عاجز و مسکین بندے کو ایمان کی موت عطا فرمانا۔

پھر عرض کرتے ہیں:

توڑے رد سوال کریسیں ،توڑے عرض قبُولے

میں بھی دوہیں جہانی پھڑیا، دامن آل رسُولے

(سیف الملوک شعر146، معراج شریف دا ذکر شعر38، ج1 ص28)

یعنی:

اے میرے مالک!

چاہے تو میرا سوال رد کر یا میری عرض قبول فرما۔

میں نے دونوں جہان میں آلِ رسول ﷺ کا دامن پکڑا ہوا ہے۔

عارفِ کھڑی میاں محمد بخش رحمہ اللہ تعالی کے ان دو اشعار کو پڑھ کر شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالی کا دربارِ خداوندی میں استغاثہ یاد آجاتا ہے۔ عرض کرتے ہیں:

خُدایابحقِ بنی فاطمه
که برِقولِ ایمان کُنی خاتمه

اے خدا سیدہ فاطمہ سلام اللہ تعالی علیہا کی اولاد کے صدقے میرا خاتمہ ایمان پہ فرما۔

اگردعوتَم ردکُنی، ورقبول
من ودست ودامانِ آلِ رسول

چاہے تو میری دعا کو رد کر دے یا قبول کر، میں آلِ رسول ﷺ کے دامن سے لپٹا ہوا ہوں۔

بلکہ اگر کہا جائے کہ عارفِ کھڑی شریف نے حضرت سعدی کے ان اشعار کو اپنے ذوق کے مطابق پنجابی زبان میں ڈھالنے کی کوشش کی تو بے جا نہ ہو گا۔

لیکن اس سے حضرت میاں محمد بخش رحمہ اللہ تعالی کی آلِ رسول ﷺ سے متعلق عقیدت اور عقیدہ ہر دو واضح ہو جاتے ہیں کہ ان کی نظر میں دربارِ خداوندی میں اپنی حاجات پیش کرنے کا سب سے بہتر طریقہ آلِ رسول ﷺ کا وسیلہ ہے۔ اور بلا شبہ یہی فکرِ حق ہے۔

تقریبا دس اشعار کے بعد دوبارہ دربارِ رسالت کی جانب متوجہ ہوتے ہیں اور اپنی نسبت کی نشاندہی بدیں الفاظ کرتے ہیں:

آل اولاد تیری دا منگتا، میں کنگال زیانی
پاؤ خیر محمدؐ تائیں، صدقہ شاہ جیلانی

(سیف الملوک شعر156، معراج شریف دا ذکر شعر48، ج1 ص29)

یعنی:

یارسول اللہ!

میں آپ کی آلِ پاک اور اولادِ امجاد کا ایسا منگتا ہوں جو نیکیوں سے مفلس اور گھاٹے کا شکار ہے۔ محمد بخش کو شاہِ جیلانی کے صدقے بھیک عطا فرمائیں۔

ان الفاظ سے میاں محمد بخش رحمہ اللہ تعالی کی آلِ رسول ﷺ سے عقیدت و محبت کا اندازہ لگانا دشوار نہیں۔لگایا جاسکتا ہے۔

اپنے لیے تمغہ اور دربارِ رسالت میں اپنی حیثیت فقط یہی پیش کی:

"آل اولاد تیری دا منگتا"

یعنی یارسول اللہ!

میں آپ کی آلِ پاک کا منگتا ہوں اور یہی میری پہچان ہے اور یہی میرا کل سرمایہ ہے، یہی میری جمع پونجی ہے۔

"میں کنگال زیانی"

یعنی آلِ پاک کا منگتا ہونے کے علاوہ میں بالکل کنگال اور خسارے کا شکار ہوں۔ایک یہی میرا اثاثہ ہے کہ میں آلِ پاک کا منگتا ہوں۔

یہاں پر بعض ناصبی الفکر لوگوں کو سوجھتی ہے کہ:

میاں محمد بخش رحمہ اللہ تعالی "صحیح الفکر، مستقیم العقیدہ" آلِ پاک کی تعظیم کے قائل ہیں۔

لیکن یہ قیدیں نواصب کی خود ساختہ اور غیر اصولی ہیں۔

جب آلِ پاک کی تعظیم و تکریم کا سبب رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس کے ساتھ نسبت ہے تو پھر اضافی قیود کہاں سے آگئیں؟

اور رسول اللہ ﷺ کا نسب وہ بھی نہیں جو کٹ جائے۔ آپ ﷺ خود فرماتے ہیں:

يَنْقَطِعُ كُلُّ نَسَبٍ إِلَّا نَسَبِي

ہر نسب کٹ جائے گا سوائے میرے نسب کے۔

(السنۃ لابی بکر بن الخلال ج 655، السنن الکبری للبیہقی ج 13396)

جب تعظیمِ آلِ رسول ﷺ کا سبب "نسبِ رسول ﷺ " ہے جو بنصِ حدیث کٹنے والا نہیں تو پھر اضافی قیدیں کہاں سے؟

اور بالخصوص حضرت میاں محمد بخش عارفِ کھڑی شریف کی گفتگو میں ان کا اضافہ تو سراسر زیادتی بلکہ باطنی بیماری کی نشانی ہے۔ ورنہ عارفِ کھڑی نے مطلقا کہا:

آل اولاد تیری دا منگتا، میں کنگال زیانی

اور اسی کو اپنا کل اثاثہ قرار دیا وبہ نقول وللہ الحمد

بدیع الجمال داخط

حضرت میاں محمد بخش رحمہ اللہ تعالی نے جس اسلوب میں سیف الملوک کی ابتداء میں خلفائے اربع کی مدحت کی اور حضور سیدنا مولائے کائنات مولا علی سے اپنے گہرے قلبی تعلق کا اظہار کیا، کچھ ایسا ہی اسلوب "بدیع الجمال داخط" کے زیرِ عنوان اختیار کیا۔ فرمایا:

دوہیں جہانیں نامی کرسی، چارے یار پیارے

پنج تنؒ اک جندوں ہوسن، رحمت نال سنگارے

(سیف الملوک شعر 6173، بدیع الجمال داخط شعر 90، ج 2 ص 299)

یعنی:

رسول اللہ ﷺ کے چاروں خلفاء حضرت سیدنا ابو بکر صدیق، حضرت سیدنا عمرِ فاروق، حضرت سیدنا عثمانِ ذوالنورین، حضرت سیدنا مولائے کائنات دنیا و آخرت میں عظمت والے ہوں گے۔ ایک جان سے پانچ بدن رحمت سے سجے ہوئے۔

پنج جُثّے اک جندوں ہوسن:

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے یہ مبارک کلمات پنج تن پاک علیہم السلام کے بارے میں آپ کی فکر کے عکاس ہیں۔ آپ کی نظر میں بدن تو پانچ ہیں لیکن جان ایک ہے۔ یعنی ان پانچ نفوسِ عالیہ میں کمالِ اتحاد و قرابت ہے۔

سیدہ پاک سلام اللہ تعالی علیہا اور حسنینِ کریمین علیہما السلام تو رسول اللہ ﷺ کے لختہائے جگر ہیں۔ ان کا ذاتِ مصطفی ﷺ سے کمالِ اتحاد محتاجِ بیان نہیں۔ البتہ کسی کو مولائے کائنات اور رسول اللہ ﷺ کے مابین کمالِ اتحاد کی بابت شبہ ہو تو اس سلسلے میں تاجدارِ گولڑہ رئیس المجددین سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب رضی اللہ تعالی عنہ کے چند مبارک جملے مشامِ جان معطر کرنے میں بے مثال کردار ادا کرتے ہیں۔ فرمایا:

کلمہ "انفسنا" سے کمالِ اتحاد اور قرابت مابین نفس نبوی اور نفس مرتضوی پائی جاتی ہے۔ ظاہرہ قرابت تو کسی سے پوشیدہ نہیں۔ علاوہ اس کے معنوی یا باطنی قرابت بھی جسے کمالِ اتحاد سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس کلمہ "انفسنا" کا مفہوم ہے۔ یہی تعبیر ایک اور حدیث شریف سے ثابت ہے۔ اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَمَّا أَنْتَ يَا عَلِيُّ فَخَتَنِي وَأَبُو وَلَدِي، أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ

اے علی تو میرا اداماد اور میرے دونوں فرزندوں کا باپ ہے۔ تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔
حضرت شیخ اکبر کا فتوحات مکیہ میں کشفی بیان ہے کہ: حقیقتِ کلیہ تجلی نوری کے ورود کے بعد ہباء ہو گئی اور اس میں سب سے پہلا تعین حقیقتِ محمدیہ کے لیے تھا۔
پھر فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وکان اقرب الیه علی ابن ابی طالب امام الاولیاء وسر الانبیاء اجمعین۔
یعنی اس حقیقتِ محمدیہ اور تعینِ اول سے نزدیک تر علی ابن ابی طالب تھے جو اولیاء کے امام اور انبیاء کے سر یعنی راز ہیں۔
(تصفیہ شریف ص 50)

بعد ازاں میاں محمد بخش رحمہ اللہ تعالی خلفائے اربع کی مدح میں شروع ہوتے ہیں تو خلفائے ثلاثہ یعنی حضرت سیدنا ابو بکر صدیق، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان ذوالنورین کی مدح شعر کے ایک مصرع میں کر ڈالی مگر جب مولا علی کی باری آئی تو اکیانویں (91) شعر سے سلسلہ شروع کیا اور اٹھانویں98) شعر تک سلسلہ دراز ہو گیا۔
فرماتے ہیں:

اک صدیق اک عادل ہوسی، اک سخی لکھ داتا

چوتھا شاہ مرداں دا ہوسی، نال عشق مدھ ماتا

(سیف الملوک شعر6174، بدیع الجمال داخط شعر91، ج2 ص299)

یعنی:

ایک صدیق ہوں گے، ایک عادل ہوں گے (یعنی حضرت سیدنا عمر فاروق) ، ایک سخی لاکھوں

دینے والے (یعنی سیدنا عثمان غنی۔) چوتھی ہستی مردوں کے سردار، عشقِ الٰہی میں سرمست مولائے کائنات کی شان و عظمت کے بیان کا سلسلہ آگے بڑھاتے ہوئے فرماتے ہیں:

غالب شیر اللہ دا ہوسی، بھائی پاک نبی دا

گِنتر وچ نہ آوے ہرگز، رتبہ شاہ علی دا

(سیف الملوک شعر6175، بدیع الجمال داخط شعر92، ج2 ص299)

یعنی:

مولائے کائنات ایسے شیر خدا ہوں گے جو ہمیشہ غالب رہیں گے۔ نبی پاک ﷺ کے بھائی ہوں گے۔ مولائے کائنات مولا علی کا مرتبہ ہرگز شمار میں نہیں آسکتا۔

حضرت میاں محمد بخش رحمہ اللہ تعالی کی شخصیت کو اپنے گروپ کا حصہ بنانے کی ناپاک کوشش کرنے والے ناصبیوں کو دعوتِ فکر ہے۔۔۔!!!

حضرت میاں محمد بخش رحمہ اللہ تعالی مولائے کائنات کے مقام و مرتبہ کو قیود و حدود کی دیواروں سے مبرء و آزاد سمجھتے اور اعلانیہ اس کا اقرار کرتے ہیں:

گِنتر وچ نہ آوے ہرگز، رتبہ شاہ علی دا

یہ فکر تو حضرت میاں صاحب کی ہے۔ اور ان مردود نواصب کی حالت یہ ہے کہ مولا علی کا تصور آتے ہی ان کی مروانیت انگڑائی لے کر جاگ جاتی ہے۔ کیا ان لوگوں کی حضرت میاں صاحب سے کوئی نسبت ہو سکتی ہے؟؟؟

میاں صاحب فرماتے ہیں:

نام اوہدا سن زور گھٹے گا، دیوتیاں عفریتاں

نعرہ سُن کے کوٹ گرن گے، پوسی بھانج پلیتاں

(سیف الملوک شعر6176، بدیع الجمال داخط شعر93، ج2 ص299)

یعنی:

مولائے کائنات مولا علی وہ ہستی ہیں جن کا نام سن کے دیوتاؤں اور خبیث جنات کا زور ٹوٹ جائے گا۔ ان کے نام کا نعرہ سن کے قلعے گریں گے اور پلیدوں (ناپاکوں) کے پیٹ میں مروڑ پڑیں گے۔

پوسی بھانج پلیتاں:

حضرت میاں محمد بخش عارفِ کھڑی شریف کی قبر پہ اللہ جل وعلا کی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں۔ آپ نے جیسا کہا وہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ نعرۂ حیدری سن کے ناصبیت کی ایوانوں میں آج بھی زلزلے آجاتے ہیں اور خارجیوں کے پیٹ میں مروڑ شروع ہو جاتے ہیں۔ مختلف حیلوں بہانوں سے اس نعرے کو روکنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ یہ شیعوں کا نعرہ ہے، کبھی کچھ اور بہانہ کیا جاتا ہے۔

الیاس عطار صاحب علیہ مایستحقہ کے مریدوں سے میں نے سنا کہ الیاس صاحب نے "نعرۂ حیدری" کے جواب میں "یا علی" کے بجائے "فیضانِ مشکل کشا" کا حکم جاری کیا ہے۔

بالکل وہابی طرز۔۔۔

جیسے وہابی "نعرۂ رسالت" کو نہیں روک سکے ب تو جواب میں "یارسول اللہ" کے بجائے "زندہ باد" کہہ دیتے ہیں۔ الیاس عطار بھی جانتے ہیں کہ وہ صاف صاف نعرۂ حیدری کا انکار کریں

گے تو ان کا بھانڈا پھوٹ جائے گا۔ لہذا "یا علی" کو بدلنے کے لیے کوشاں ہیں۔ لیکن رب نے چاہا تو منہ کی کھائیں گے۔ کیونکہ:

مٹ گئے مٹتے ہیں مِٹ جائیں گے اَعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ

میاں صاحب فرماتے ہیں:

دُلدُل دا اسوار ہووے گا، خیبر دَلدَل کرسی
دَل دَل سٹ سی لکھ کفاراں، جت پاسے مُنہ دھرسی

(سیف الملوک شعر 6177، بدیع الجمال داخط شعر 94، ج2 ص299)

یعنی:

مولائے کائنات دُلدُل کے سوار ہوں گے اور قلعہ خیبر کو دَلدَل بنادیں گے۔ جس طرف چہرہ گھمائیں گے، لاکھوں کافروں کو کچل کچل کر رکھ دیں گے۔

فرمایا:

چوٹ اوہدی کوئی کوٹ نہ جھل سی، دشمن مَل سن منجا

سے رستم لکھ بہمن ثانی، جھل نہ سکن پنجہ

(سیف الملوک شعر6178، بدیع الجمال داخط شعر95، ج2 ص299)

یعنی:

کوئی قلعہ مولائے کائنات کا وار نہ سہہ پائے گا۔ دشمن چارپائیوں پہ جا گریں گے۔ ایک سو رستم (پہلوان) اور ایک لاکھ بہمن (اسفند یار کا بیٹا ارد شیر بہمن جو بہادری میں مشہور تھا۔) جیسے لوگ بھی مولائے کائنات کا پنجہ برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

میاں صاحب مزید فرماتے ہیں:

زور اوہدا کوئی ہور نہ جھل سی، فتحیا ہر میدانوں

دین اسلام کریگا پکا، کڈھ سی کُفر جہانوں

(سیف الملوک شعر6179، بدیع الجمال داخط شعر96، ج2 ص299)

یعنی:

مولائے کائنات کا زور کوئی دوسرا برداشت نہ کر پائے گا۔ مولا علی ہر میدان کے فاتح ہوں گے۔ دینِ اسلام کو پختہ کریں گے اور کفر کو دنیا سے نکال بھگائیں گے۔

دین اسلام کریگا پکا:

میاں محمد بخش رحمہ اللہ تعالی کا یہ جملہ مولائے کائنات کی اس امتیازی شان کی جانب اشارہ ہے جس کی خبر اللہ جل وعلا کے حبیب ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں دے دی تھی۔ یعنی "قتال برتاویلِ قرآن"

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ مِنْكُمْ مَنْ يُقَاتِلُ عَلَى تَأْوِيلِهِ، كَمَا قَاتَلْتُ عَلَى تَنْزِيلِهِ

تم میں سے ایک شخص وہ ہے جو قرآن کی تاویل پہ ایسے ہی قتال کرے گا جیسے میں نے قرآن کی تنزیل پہ قتال کیا ہے۔

حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں:

فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ

یعنی حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالی عنہما کٹھ کھڑے ہوئے (کہ شاید یہ بشارت ہم میں سے کسی کے لیے ہے)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا وَلَكِنَّهُ خَاصِفُ النَّعْلِ

(آپ دونوں) نہیں۔ لیکن جوتا گانٹھنے والا۔

حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں:

وَعَلِيٌّ يَخْصِفُ نَعْلَهُ

مولائے کائنات اس وقت رسول اللہ ﷺ کا نعلِ اقدس گانٹھ رہے تھے۔

(مسند احمد 1258 ، 11289 ، 11773 ، مصنف ابن ابی شیبۃ 34253 ، فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل 1071 ، 1083 ، السنن الکبری للنسائی 8488 ، خصائص علی 156 ، مسند ابی یعلی 1086 ، شرح مشکل الآثار 4058 ، 4059 ، 4060 ، 4061 ، صحیح ابن حبان 3273 ، الشریعۃ للآجری 1591 ، المستدرک علی الصحیحین 4621)

پھر اس کا مظاہرہ جنگِ جمل و صفین ونہروان کی صورت میں ہوا اور یہ جنگیں مولائے کائنات مولا علی نے خود رسول اللہ ﷺ کے صریح فرمانِ گرامی پر کیں۔

مولائے کائنات مولا علی سے متعدد طرق سے ملتے جلتے الفاظ سے مروی ہے، فرمایا:

أُمِرْتُ بِقِتَالِ النَّاكِثِينَ، وَالْقَاسِطِينَ، وَالْمَارِقِينَ

مجھے بیعت توڑنے والوں، ظالموں اور دین سے نکل جانے والوں سے قتال کا حکم دیا گیا۔

(مسند بزار ح 604 ، المعجم الاوسط للطبرانی ح 8433 ، معجم ابن المقرئ ح 1319، مسند ابی یعلی موصلی ح 519 ،الکامل فی ضعفاء الرجال 2/510 ، تاریخِ دمشق 42/468، 469 ، انساب الاشراف للبلاذری 2/138 ، السنۃ لابن ابی عاصم 907)

میاں محمد بخش مولائے کائنات کی شان و عظمت بیان کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں:

حیدر صفدر شیر بہادر، شاہ دلیر سپاہی

سے سورج تھیں روشن ہوسی، کرسی دور سیاہی

(سیف الملوک شعر6180،بدیع الجمال داخط شعر97،ج2 ص299)

یعنی:

حیدر، صف شکن، شیر ، بہادر، سردار، دلیر سپاہی۔ آپ ایک سو سورج سے بڑھ کر روشن، تاریکی دور کریں گے۔

فرمایا:

زمیاں تے اسماناں اُتے، نوبت اس دی گھُرسی

حوراں ملک نقیب ہوون گے، جس پاسے اُٹھ ٹُرسی

(سیف الملوک شعر6181، بدیع الجمال داخط شعر98، ج2 ص299)

یعنی:

زمینوں اور آسمانوں پہ مولا علی کا ڈنکا بجے گا۔ جس طرف مولائے کائنات چل پڑیں گے حوریں اور فرشتے آپ کی آمد کا اعلان کریں گے۔

اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جیسا میاں صاحب نے فرمایا، بالکل ویسے ہی ہر جانب مولا علی کے نام کا چرچا ہے۔ دشمنانِ مولائے کائنات نے ہر دور میں اس ذکر کو مٹانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن یہ ذکر نہ کسی سے مٹا ہے اور نہ مٹے گا۔ بلکہ میدانِ قیامت میں بھی ہر سو مولائے کائنات کی عظمتوں کے ڈنکے بج رہے ہوں گے والحمد لله علی ذلک

آلِ پاک پر درود

رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس پہ درود ایک حقیقتِ شرعیہ ہے جس کی تکمیل آلِ پاک پہ درود بھیجے بغیر نہیں ہوتی۔ کیونکہ جب رسول اللہ ﷺ سے عرض کی گئی:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟

یارسول اللہ! ہم آپ پہ درود کیسے بھیجیں؟

تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذاتِ والا پہ درود بھیجنے کا طریقہ بدیں الفاظ ارشاد فرمایا:

قُولُوا: اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

یوں کہو: اللہُمَّ صَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍ وَعَلَی آلِ مُحَمَّدٍ

سوال تو تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس پہ درود بھیجنے کے بارے میں۔ اور حکمِ خداوندی بھی یہی تھا۔ لیکن جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "آلِ پاک" کا ذکر کر کے بتا دیا کہ:

(1): آلِ پاک پہ درود خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس پہ درود ہے۔

(2): نیز: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس پہ درود کامل جب ہو گا جب آلِ پاک پہ بھی بھیجا جائے۔

آج کل بعض حضرات کی جانب سے اس اہمیت کا انکار شروع کر دیا گیا ہے۔ لیکن عارفِ کھڑی حضرت میاں محمد بخش قادری رحمہ اللہ تعالی دیگر اسلاف کی مانند اس کی اہمیت کو سمجھتے رہے اور ذاتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود کے ساتھ آلِ پاک پہ بھی درود کا اہتمام رہا۔

حتی کہ اشعار جہاں گفتگو کا دائرہ بہت سے ایسے قواعد وضوابط کا پابند بنانا پڑتا ہے جن کی رعایت "نثر" میں نہیں کی جاتی۔ لیکن اس تنگ دائرے میں بھی عارفِ کھڑی شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس پہ بدیں الفاظ درود بھیجتے ہیں:

تُدھ پر ہون دُرُود اللہ دے ، آل اولاد تیری تے

پیرواں اصحاباں اُتّے، بھی بُنیاد تیری تے

(سیف الملوک شعر132، معراج شریف دا ذکر شعر24، ج1 ص26)

یعنی:

آپ کی ذاتِ والا پہ اللہ جل وعلا کے درود ہوں اور آپ کی آلِ پاک اور اولادِ امجاد پر بھی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیروکار صحابہ پر بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی وجہ سے۔

شہزادے کی ماں کی جانب سے شہزادے کو اجازت دے کر رخصت کرنے کے بیان میں لکھتے ہیں:

حضرت پاک نبی فرمایا، جو نبیاں دا سرور
صلی اللہ علیہ وسلم، نالے آل اوہدی پر

(سیف الملوک شعر1561،ماں دا پُتّر نُوں اِجازت دے کے وِدِعیا کرنا شعر62،ج1 ص169)

یعنی:

حضرت نبی پاک ﷺ جو نبیوں کے سرور و سردار ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ جل وعلا آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آلِ پاک پہ درود و سلام بھیجے۔
حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی نگاہ میں آلِ پاک پہ درود و سلام کی اہمیت کا انداز اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے نظم کی تنگ گھاٹیوں کے اندر بھی آلِ پاک پہ درود و سلام کا التزام کیا۔
اور بالخصوص مذکورہ بالا شعر کو ملاحظہ کیا جائے تو حضرت میاں صاحب کی نگاہ میں درود بر آلِ رسول ﷺ کی اہمیت مزید آشکار ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اگر مکمل درود و سلام بزبانِ عربی بھیجا جاتا تو شعر اپنا وزن کھو بیٹھتا۔ اور یہی دشواری مکمل درودِ پاک پنجابی میں بھیجنے کی صورت میں لاحق تھی۔
لیکن حضرت میاں صاحب نے اپنی عقیدت کو نہ چھوڑا اور درودِ پاک کو ناقص ہونے سے بچاتے ہوئے دوسرے مصرع کا ابتدائیہ عربی میں جبکہ اختتامیہ پنجابی میں بول کر شعری

پابندیوں کی پاسداری بھی کر دی اور آلِ پاک علیہم السلام کے ساتھ اپنی محبت و عقیدت کے تقاضے بھی پورے کر دکھائے۔
بدیع الجمال کے خط کے ذکر میں لکھتے ہیں:

اکناں ناری نام دھرایا، اک سدّے کر خاکی

آل سمیت درود انہاں تے، شرف جنھاں لولاکی

(سیف الملوک شعر6090، بدیع الجمال دا خط شعر07، ج2 ص291)

یعنی:

ایک نے ناری نام رکھوایا اور ایک کو خاکی کہہ کر بلایا۔
آلِ پاک سمیت آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس پہ درود ہوں جن کی شان "لولاکی" ہے۔
آگے چل کر فرماتے ہیں:

مکی، مدنی، قرشی، جیلی، باعث خلق تماماں

آل اولاد سمیت اُوہناں تے، ہون درود سلاماں

(سیف الملوک شعر6154، بدیع الجمال دا خط شعر71، ج2 ص297)

یعنی:

آپ ﷺ مکی، مدنی، قرشی، جیلی باعثِ تخلیقِ کائنات ہیں۔ آپ ﷺ کی آلِ پاک اور اولادِ امجاد سمیت آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس پہ درود و سلام ہوں۔
آگے چل کر فرمایا:

کُل نبی محتاج اوہناں دے، اوہ سر تاج تماماں

آل سمیت محمد بخشا، ہون درود سلاماں

(سیف الملوک شعر6187، بدیع الجمال دا خط شعر104، ج2 ص300)

یعنی:

سارے انبیاء علی نبینا و علیہم الصلوۃ والسلام آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس کے محتاج اور آپ ﷺ سب کے سر تاج۔ اے محمد بخش! آلِ پاک سمیت آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس پہ درود اور سلام ہوں۔

"معراج شریف دا ذکر" کے اختتام پہ فرمایا:

بُہت عزّت لولا کی تینُوں، کے میں صِفت سُناواں

آل اصحاب سمیت سلاماں، ہور درُود پچاواں

(سیف الملوک شعر155، معراج شریف دا ذکر شعر47، ج1 ص29)

یعنی:

یارسول اللہ!

آپ کے لیے "عزتِ لولاکی" کے ہوتے ہوئے میں آپ کا وصف کیا بیان کر سکتا ہوں؟ (میری تو طاقت بس اتنی ہے کہ) آپ ﷺ کی آلِ پاک اور صحابہ سمیت درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتا ہوں۔

قارئینِ ذی قدر!

اشعار مذکورہ بالا گواہ ہیں کہ عارفِ کھڑی میاں محمد بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اشعار کی سخت بندشوں کے باوجود جہاں درود بھیجا، وہاں آلِ رسول ﷺ کا ذکر ضروری سمجھا۔ اس سے

عارفِ کھڑی رحمہ اللہ تعالی کی نظر میں آلِ رسول ﷺ کی عظمت اور اہمیت ہر دو کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

اور یہی طرز صوفیا کا ہے۔ یہی طریقہ اہلسنت کا ہے کہ ادب کے معاملے میں رسول اللہ ﷺ کی ہر نسبت کو جان سے زیادہ عزیز رکھنا ہے لیکن عقیدتوں اور محبتوں کا قبلہ آلِ رسول۔۔۔

صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم

اللہ کریم جل وعلا بطفیلِ پنجتن پاک آلِ رسول کی غلامی اور محبت میں زندہ رکھے۔ اسی غلامی اور محبت میں ایمان وعافیت سے موت دے۔

پیر سَنے وِچ نیر عِشق دے، بیڑا میرا تاریں
میں عاجز مسکِین بندے نُوں، نال اِیمانے ماریں
توڑے رد سوال کریسیں، توڑے عرض قبُولے
میں بھی دوہیں جہانی پھڑیا، دامن آل رسُولے
آل اولاد تیری دا منگتا، میں کنگال زیانی
پاؤ خیر محمّد تائیں، صدقہ شاہ جیلانی

از قلم:

محمد چمن زمان نجم القادری

رئیس جامعۃ العین۔ سکھر

15 ربیع الاثنی 1444ھ

11/11/2022